بخاری شریف کی 100 احادیث کا گلدستہ

ضیاء البخاری



دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصنف
مولانا غلام حسین نقشبندی



چشتی کتب خانہ
لاہور 03007681230
فیصل آباد 03006674752

بخاری شریف کی 100 احادیث کا گلدستہ

ضیاء البخاری

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصنف مولانا غلام حسین نقشبندی

خادم جامعہ امینیہ رضویہ (شیخ کالونی)

خادم جامعہ رضویہ مظہر الاسلام (جھنگ بازار)

چشتی کتب خانہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

0300 6674752 0300 7681230

نام کتاب	ضیاء البخاری (دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ)
مؤلف	مولانا غلام حسین نقشبندی
پہلا ایڈیشن	جون 2016ء
تعداد	ایک ہزار
کمپوزنگ	چشتی کمپوزرز
طابع	محمد علی چشتی، محمد اسد چشتی سیفی
پروف ریڈنگ	مولانا اختر حسینی صاحب فاضل نوریہ رضویہ فیصل آباد ٹیچر منہاج القرآن گلفشاں کالونی فیصل آباد
ہدیہ	250/.

ملنے کے پتے

جامعہ رضویہ مظہر الاسلام جھنگ بازار فیصل آباد

جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

انتساب

حضور قبلہ عالم ضیاء الامت صاحب تفسیر ضیاء القرآن وضیاء النبی

حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ

جن کی کتب کے اسماء سے "ضیاء البخاری" نام تجویز کیا گیا



بفیضانِ معیّت

اُستاذی المکرم

حضرت سعید قمر سیالوی صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد

جن سے دورہ حدیث شریف کرنے کے دوران
کتاب ہٰذا مرتب کرنے کی سعی جمیل کی۔

غلام حسین نقشبندی

الاھداء

پیرو مرشد فقیہہ عصر بقیۃ السلف

نائب محدث اعظم پاکستان، امین الملت

الحاج مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ



ایصالِ رحمت

میرے داداجی کے نام

جدِ امجد فوجی محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جنہوں نے زندگی کے کئی سال وطنِ عزیز ملک پاکستان کی حفاظت کے لیے وقف کیے۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اللہ رب العزت کے پاک نام سے ابتدا جو اپنی بلند و بالا ذات اور صفات میں یکتا وتنہا ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گا اور کروڑوں درود و سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات پر جو ہمارے لئے رؤف الرحیم بن کر تشریف لائے اور جن کی شفاعت سے کل قیامت والے دن مجھ جیسے گنہگار کو جنت کا داخلہ نصیب ہوگا۔

بعد از حمد وصلوٰۃ :۔

محترم قارئین! مقام صدہائے افسوس یہ ہے کہ آج کے اس پرفتن دور میں جہاں ہمارا وطن عزیز ملک پاکستان دہشت گردی اور مہنگائی و بے روزگاری جیسے فتنوں میں گھرا ہوا ہے وہیں پر انتہائے ظلم کہ دین اسلام بھی مختلف فرقوں میں بٹا ہوا ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس دور کی خبر خود مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی صدیوں پہلے دی تھی لیکن جہاں پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کے

فرقوں میں بٹ جانے کی خبر دی تھی وہیں پر آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا۔

وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰی أَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ. (او كما قال)

(بخاری شریف جلد اول حدیث نمبر ۶۹ راوی حضرت امیر معاویہ)

ترجمہ! اس میں امت محمدیہ کا ایک گروہ دین حق پر قائم رہے گا انہیں ان کا مخالف کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ امر الٰہی (یوم قیامت) آجائے گا۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۹۳ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ دین حق پر قائم رہنے والے گروہ کا نام اہل سنت وجماعت ہے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

فلا شك ولا ريب انهم هم اهل السنة والجماعة

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

پس اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ وہ جنتی گروہ اہلسنت وجماعت ہی ہے اسی طرح حضور غوث اعظم پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ فرماتے ہیں۔ نجات پانے والی جماعت اہلسنت وجماعت ہیں،، اور انہی کو نجات پانے والا گروہ کہا جاتا ہے۔"

(غنیۃ الطالبین مترجم صفحہ ۲۸۰ منسوب بہ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

اور یہی بات غیر مقلدین حضرات کے جید عالم دین صادق سیالکوٹی صاحب نے بھی لکھی۔

"ان الناس كانوفي حياة النبي صلى الله عليه وآله وسلم اهل السنة"

(سبیل الرسول صفحہ ۱۱۶ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور)

بے شک لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں اہل سنت تھے اور میرے پیر ومرشد فقیہ عصر بقیۃ السلف الحاج مفتی محمد امین صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ اپنے ایک رسالے میں یوں لکھتے ہیں۔

اے میرے عزیز! اس بات کو یقین جان کہ جنتی گروہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں اور ان کے پیروں کاروں کا ہے اور اس گروہ کو اہلسنت وجماعت کہا جاتا ہے تو بھی اس گروہ کے پیچھے ہوجا۔۔۔۔

(جنتی گروہ صفحہ ۱ مطبوعہ تحریک تبلیغ الاسلام)

محترم قارئین کرام! اس کے باوجود لا مذہب اور بد مذہب گروہ ایسے بھی ہیں جو حقیقت اور سچ کو پس پشت ڈال کر اپنی بد مذہبی کو پھیلانا چاہتے ہیں۔

الحمد للہ تعالیٰ اہلسنت وجماعت کے عقائد بخاری شریف میں موجود ہیں مگر قسمت اپنی اپنی ہے کہ بخاری تو وہ لوگ بھی پڑھتے ہیں مگر بغض مصطفیٰ سینوں میں لئے ہوئے کیوں کہ اگر دل میں عشق

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع روشن کر کے بخاری پڑھتے تو تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرک نہ کہتے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو چوپائیوں برابر نہ بتاتے اگر محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سر کا تاج بنا کر بخاری پڑھتے تو کبھی بھی نبی کا ادب بڑے بھائی جتنا نہ بتاتے اور کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیال کو نماز میں گدھے کے خیال سے بدتر نہ لکھتے اگر تعظیم مصطفیٰ ﷺ کو آنکھوں کی ٹھنڈک سمجھتے تو کبھی بھی نہ لکھتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اردو ہم سے پڑھی ہے الغرض!

بنا عشق نبی جو پڑھتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار اُن کو نہیں آتی بخاری

ناظرین محترم! اس استاد سے بخاری پڑھنے کا مزہ آتا ہے جس کا پیمانہ عشق، عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز ہو۔ الحمد للہ تعالیٰ یہ کوالٹی فقیر کے جملہ شیوخ میں موجود ہے فقیر جب جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد سے اور استاذی وسندی امام المناظرین شیخ القرآن پروفیسر علامہ سعید احمد صاحب اسعد کے فیض سے مستفیض ہو کر مزید عشق ومستی کا طلبگار بن کر نکلا تو گلستان محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ یعنی جامعہ رضویہ مظہر الاسلام جھنگ بازار فیصل آباد میں پہنچا اور دورہ حدیث شریف میں داخلہ لیا تو جب قمر الملت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور محدث

اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ اور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی مسند الحدیث کے جانشین قبلہ استاذی وسندی وشیخی قبلہ شیخ الحدیث محمد سعید قمر سیالوی صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے شروع کیے تو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو چنگاری میرے اندر سلگ رہی تھی جوں جوں بخاری شریف پڑھتے گئے اس چنگاری کو ہوا ملتی گئی اور یہ اس چنگاری کا کمال ہے کہ یہ کتاب آج آپ کے ہاتھوں میں ہے اور اسی ذوق کے تحت فقیر نے یہ کتاب مرتب کرنے کا فیصلہ کیا۔ (وما توفیقی الا باللہ) اس کتاب کی ترتیب میں ہم نے خطباء کے لئے شعری ذوق کا بھی اہتمام کیا ہے اور جہاں مناسب سمجھا وہاں شعراءِ اہلسنّت کے اشعار نقل کر دیئے ہیں۔

بخاری شریف کی شہرت کے باعث ہم نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات یہاں نقل نہیں کیے کیونکہ یہ کتاب عوام وخواص میں بڑی شہرت کی حامل ہے اور جو اس کا مطالعہ کرتے ہیں وہ بخوبی امام بخاری کے حالات سے واقف ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ طوالت عام طور پر پسند نہیں کی جاتی۔

آخر میں قارئین سے گزارش ہے کہ تصنیفی وتالیفی میدان میں میری یہ دوسری کاوش ہے امید ہے باقی مصنفین ومولفین کی تصنیفات وتالیفات کی طرح قارئین کرام فقیر کی اس ناقابل فراموش سعی کو اپنے خلوص اور محبت سے نوازیں گے جس سے فقیر کی ناصرف حوصلہ

افزائی ہوگی بلکہ تصنیفی میدان میں مزید قلم اٹھانے کا جذبہ بھی ملے گا۔ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر میرے لئے ذریعہ نجات بنائے اور اللہ تعالیٰ عقیدہ اہلسنت وجماعت پر استقامت عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

احقر العباد غلام حسین نقشبندی

خطیب مرکزی جامع مسجد اجمیری

سرسید ٹاؤن بی بلاک نزد جامعہ رضویہ قائداعظم مارکیٹ فیصل آباد

8:0 بروز بدھ بوقت 27.11.2013 مورخہ

مجھے بھی پڑھیے

ناظرین محترم! اس کتاب میں موقع کی مناسبت سے قبلہ شیخ الحدیث محمد سعید قمر سیالوی صاحب کے احادیث سے استدلال بھی پیش کئے گئے ہیں اور یاد رہے کہ جو واقعات بھی ہم نے اس کتاب میں ذکر کئے ہیں وہ سب کے سب ۲۰۱۳ کے دورۂ حدیث شریف کے واقعات ہیں اور جو حضرات اس دورے میں ہمارے ہم مکتب تھے ان کے نام یہ ہیں۔

مولانا غلام مرتضیٰ صاحب، مولانا سہیل صاحب آف مظفر گڑھ مولانا شہزاد، حضرت مولانا محمد صابر صاحب، مولانا غلام رسول صاحب آف سمندری، مولانا محمد مزمل رضوی آف گجرات، مولانا محمد رمضان رضوی آف خانیوال، مولانا رجب علی، مولانا احمد رضا آف گجرانوالہ، مولانا مظہر اقبال، مولانا ناز اہد آف جہانگیر موڑ، مولانا طاہر رضوی آف گجرانوالہ، مولانا حکیم امانت علی آف نوابانوالہ، مولانا آصف صاحب آف سانگلہ ہل، مولانا صدیق صاحب آف پیر محل، مولانا بہاؤ الدین آف فیصل آباد، مولانا طارق محمود، مولانا توقیر احمد آف جہلم، مولانا اختر علی سیفی، مولانا غفران صاحب آف فیصل آباد مولانا اشتیاق آف کھرڑیانوالہ مولانا عبدالغفور رضوی صاحب۔ جن کے نام رہ گئے ہوں ان سے معذرت اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ایک مرتبہ فقیر قبلہ امام

المناظرین مفتی ابن مفتی علامہ ابن علامہ پروفیسر سعید احمد اسعد صاحب کے ساتھ ایک جلسے میں وچھو وطنی گیا تو رستے میں میں نے اس کتاب کے لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ بڑی شفقت سے فرمانے لگے فرمایا ہاں قاری صاحب ضرور لکھنی چاہیے اور اپنی قیمتی رائے کا اظہار فرمایا اور کہا کہ بیٹا پہلے باب بنانا پھر اس باب کے تحت احادیث کو ترتیب دینا اور اس وقت گاڑی میں میرے ساتھ جامعہ امینیہ رضویہ کے مدرس قاری محمد طارق صاحب زید مجدہٗ بھی بیٹھے ہوئے تھے لہٰذا فقیر نے حضور قبلہ شیخ القرآن کے اس مشورے کو اپنایا اور ابواب کے تحت احادیث کو ترتیب دی(۱) اور حتی الامکان کوشش کی ہے انداز خطیبانہ رہے تاکہ خواص کے علاوہ عوام بھی اس سے فائدہ حاصل کریں اور اس میں احادیث کا جو ترجمہ پیش کیا گیا ہے یہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف کے زیر اہتمام جو مترجم بخاری شریف شائع ہوئی اس سے ترجمہ پیش کیا گیا ہے اور جہاں بھی مترجم بخاری کا حوالہ آئے گا تو اس سے مراد یہی نسخہ ہوگا جو مذکور ہوا اللہ تعالیٰ تمام علمائے اہل سنت کی خیر فرمائے آمین

احقر العباد غلام حسین نقشبندی غفرلہٗ

مورخہ 27-11-2013 بروز بدھ بعد نماز عصر

---

(۱) پہلے یہی ارادہ تھا کہ علم غیب اختیارات، نورانیت وغیرہ تمام موضوعات ایک ہی کتاب میں جمع کیے جائیں مگر مصلحت کی بناء پر ان تمام موضوعات کو الگ الگ شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

فہرست

اِظہارِ تشکّر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد رب العالمین کی بے حد حمد وثنا اور مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بالا صفات پر بے شمار درود وسلام کے بعد مشکور ہوں اپنے شفیق ومہربان والدین کا جن کی دُعائیں فقیر کے لئے سرمایہء حیات ہیں۔

تہہ دل سے شکر گزار ہوں ان شخصیات کا جنہوں نے قدم قدم پر حوصلہ افزائی فرمائی سرفہرست استاذی وسندی شیخ القرآن محمد سعید احمد اسعد دامت برکاتہم العالیہ کی ذات گرامی ہے جن کا دستِ شفقت فقیر کی تقریر وتحریر کو جرأت بخشتا ہے ان کے بعد استاذی وسندی شیخ الحدیث محمد سعید قمر سیالوی صاحب کا بے حد مشکور ہوں جن کی شفقت کو الفاظ کے سانچے میں ڈھالنا قدرے مشکل ہے۔

ان دوہستیوں کے بعد فقیر ہر اس شخص کا شکر گزار ہے جو فقیر کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے دُعاؤں سے نوازتے ہیں۔ بالخصوص مولانا رمضان صاحب رضوی اور مولانا اختر صاحب سیفی کہ ہم کتب ہونے کے باوجود فقیر کو شفقت کی نگاہ سے تکتے ہیں۔

ان کے علاوہ فقیر کے سفر وحضر کے ساتھ حافظ وقاری ندیم حسین نقشبندی صاحب بھی شکریہ کے حقدار ہیں جو ہماری ہمت کے وجود کا حصہ ہیں اور ان سب مقتدیوں کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بھائی محمد مقصود صاحب، حاجی مسرور صاحب نقشبندی، ملک اکبر، ملک رمضان صاحب، بھائی سعید اللہ صاحب، محترم صبح صادق صاحب، بھائی محمد اشرف صاحب۔

اللہ تعالیٰ میرے ان تمام محسنوں کو دین ودُنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم الامین

خادم اہلسنت غلام حسین نقشبندی

مورخہ 8 نومبر 2015 بروز اتوار بعد نماز ظہر

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس پُرفتن دور میں جبکہ لوگ دین سے کافی دُور ہو گئے ہیں دینی معاملات میں عدم دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔

ان حالات میں لوگوں میں دینی شعور بیدار کرنے کی کوشش کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔

بالخصوص عقائد کے حوالہ سے لوگوں کی صحیح طور پر راہنمائی کرنا جہاد کے مترادف ہے اس کارِ خیر میں شمولیت کے لیے فاضل نوجوان مولانا غلام حسین نقشبندی صاحب کی کوشش قابلِ داد ہے، انہوں نے عقیدہ عطائے رسول کو دلائل سے ثابت کرنے کے لیے بخاری شریف کی 100 حدیث جمع کی ''دینے والا ہے سچا ہمارا نبی'' کے نام سے یہ کتاب مرتب کردی ہے میں نے اس کتاب کو چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا ہے مجھے یقین واثق ہے جو بھی اس کتاب کا مطالعہ کرے گا اس کے عقیدہ کی پختگی میں مزید اضافہ ہوگا۔ اللہ کریم موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

خویدیم اہلِ سنّت غلام مصطفےٰ شاکر غفرلہ الاحد

2015-07-05

تقریظ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْد!

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی حفاظت کا ذمہ قیامت تک لیا ہے لہٰذا قیامت تک یہ دینِ متین اپنی اصلی چمک دمک کے ساتھ باقی رہے گا اور یہ دین ہمیں سرورِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے مِلا ہے لہٰذا جب دین کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے تو حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود ہی لیا ہے دُنیا میں بے شمار کفر و الحاد اور بدعقیدگی کی آندھیاں چلیں طرح طرح کے نئے نئے عقائد ونظریات گھڑے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان بدعقیدہ لوگوں کے نظریات کے رد کرنے اور دینِ متین کی نظری وفکری حفاظت کے لیے ایسے ایسے ہر دور میں رجال پیدا فرمائے کہ ان رجال کی برکت سے وہ فتنے کافور ہو گئے ان رجال میں سے ایک نام مولانا غلام حسین نقشبندی مدظلہ العالی کا ہے، اللہ تعالیٰ ان پر خاص کرم وفضل فرمائے موصوف نے بڑی خوبصورتی اور محبتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سینے میں رکھتے ہوئے بڑے خوبصورت انداز میں حدیث پاک کی روشنی میں بدعقیدگی کے خاتمے کے لیے ایک خوبصورت کتاب بنام

"دینے والا ہے سچا ہمارا نبی" کی بہترین سعی کی ہے اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو اپنے دربار میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور اپنے دربار سے بہترین اجرِ کثیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو کل قیامت میں ذریعہ نجات بنائے (آمین)

عبدالقدیر قادری سعیدی

خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام گلستان محدث اعظم پاکستان فیصل آباد

تقریظ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ اَمَّا بَعْد!

الحمد للہ! مذہب حق اہلسنت وجماعت کے عقائد قرآن وسنت کا عرق ہیں کچھ لوگ بخاری شریف کا نام لے کر اپنے باطل عقائد کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور عقائد اہلسنت جو کہ صحابہ کرام، بزرگانِ دین اور بالخصوص امام بخاری علیہ الرحمۃ کا مذہب ہے ان کو جھٹلانے کی مذموم سعی میں لگے رہتے ہیں۔

ان کا اصل مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت کی تنقیص ہے، علماء اہلسنت کا وطیرہ ہے کہ وہ ہمیشہ اس محبوب کی عظمت کے گن گاتے رہتے ہیں جو صرف مخلوق کا ہی نہیں خود خالق کا بھی محبوب ہے، آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتیں بیان کرنے میں سخاوت سے کام لینا صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے اور یہی ہمارے اسلام کا رستہ ہے اپنے اسلاف کی راہ چلتے ہوئے "غلام حسین نقشبندی صاحب نے پہلے "شمشیر حسینی" تصنیف فرمائی اور آپ بخاری شریف سے 100 احادیث کا گلدستہ پیش کر رہے ہیں جس کا عنوان "دینے والا ہے سچا ہمارا نبی" ہے نام سے مضمون ظاہر ہے کہ حضرت نے اس کتاب میں عقائد اہلسنت کی ترجمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو اور ہم سب کو مزید دینِ متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

مفتی محمد قسمت علی خاں

ایم فل ریسرچ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

حدیث نمبر 1

حُسنِ سلوک فرماتے ہیں

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ فَقَالَ لِخَدِيجَةَ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي". فَقَالَتْ خَدِيجَةُ كَلَّا وَاللهِ مَا يُخْزِيكَ اللهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ. (او کما قال)

ترجمہ! ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو غار حرا کا ماجرا بیان کر کے فرمایا مجھے اپنی جان کے (ضیاع) کا اندیشہ ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم! ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں، آپ عاجز اور ضعیف لوگوں (کی کفالت کا) بوجھ اٹھاتے ہیں، ضرورت مند کو عطا فرماتے ہیں، مہمان کی

مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے راستے میں پیش آنے والے مصائب و تکالیف (کو دور کرنے میں) مدد فرماتے ہیں۔

(بخاری شریف (مترجم) حدیث نمبر ۳ صفحہ ۴۷ تا ۴۸ کتاب الایمان)

فائدہ:۔

یہ طویل حدیث کا ایک جزو ہے جو اوپر نقل کیا گیا ہے جس میں یہ واضح طور پر بیان ہے کہ حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال صفات میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضعیف لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور ضرورت مند کو عطا کرتے ہیں اب ضرورت مند بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں کسی کی کوئی ضرورت ہوتی ہے اور کسی کی کوئی مگر یہاں چونکہ کسی ضرورت کی تخصیص نہیں کی گئی لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قسم کے ضرورت مند کی ہر قسم کی (یعنی جائز) ضرورت کو پورا بھی کرتے ہیں اور عطا بھی فرماتے ہیں اور یہی اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ آقا علیہ السلام ہر غلام کی ہر جائز ضرورت کو پورا بھی کرتے ہیں اور عطا بھی فرماتے ہیں۔

فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں یوں لکھتے ہیں "یعنی آپ لوگوں کو وہ چیز عطا

فرماتے ہیں جوان کے پاس نہیں خواہ وہ مال ہو یا کچھ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جود وکرم عام ہے نہ کہ کسی کے ساتھ خاص"

(نزہۃ القاری جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۵۱ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

حدیث نمبر 2

سب سے زیادہ سخی

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَحْوَهُ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں حضرت جبرائیل کی ملاقات کے وقت اور زیادہ سخاوت کرتے تھے جبریل رمضان میں ہر رات آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے ملاقات کرتے تھے اور قرآن کا آپ سے دَور کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفع بخش ہواؤں سے بھی زیادہ خیر کی سخاوت فرماتے تھے۔

(بخاری شریف مترجم حدیث نمبر ۵ صفحہ ۵۰ کتاب الایمان)

فائدہ:۔

سبحان اللہ ! یہ حدیث بھی الحمدللہ اہلسنت کے عقیدے کی ترجمانی کررہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہواؤں سے بھی زیادہ سخی تھے اگر ۲ نمبر ٹولہ صرف اسی حدیث کو دل کی آنکھوں سے پڑھے تو اسے اہلسنت سے یہ مطالبہ نہ کرنا پڑے کہ دکھاؤ بخاری میں کہاں لکھا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں کو عطا کرسکتے ہیں۔

اور یہاں تو خود صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ مذکور ہے کہ حضور کس قدر سخی تھے اصل میں یہی وجہ ہے کہ علماء کے نزدیک صحابی کی اتباع لازم ہے اور وہابی کی اتباع حرام۔۔

امجدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں جود کے معنی کہ کسی کو اس کے لائق کوئی چیز دینا اور اجود الناس کے معنی ہوئے سب لوگوں سے زیادہ سخی ۔ اس حدیث میں اجود

الناس فرمایا اور ناس اگرچہ انسان کے ساتھ مخصوص ہے مگر اسے لازم ہے پوری مخلوق سے زیادہ سے سخی ہونا جب تمام انسانوں سے زیادہ سخی ہیں تو تمام مخلوقات سے بدرجۂ اولیٰ زیادہ سخی ہوئے۔

(نزہۃ القاری جلد اول صفحہ ۲۷۱)

فائدہ: معلوم ہوا کائنات میں سب سے بڑے سخی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

امجدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آگے لکھتے ہیں:۔

اخیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سخاوت کے بارے میں فرمایا کہ حضور بہتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے ہوا کتنی فراواں اور کتنی ضروری ہے؟ یہ سب کو معلوم ہے کہ ہر منٹ ہوا کی احتیاج ہے اور فراواں اتنی کہ کہیں بھی ہو بقدر ضرورت موجود بلکہ ضرورت سے زیادہ موجود مگر کوئی کمی نہیں۔ تو ہوا سے بڑھ کر کون سخی؟ فرماتے ہیں ہوا کی سخاوت تمہیں معلوم ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے رکی ہوئی ہوا میں وہ بات کہاں جو بہتی ہوا میں ہے مگر قربان اس جواد اعظم کے کہ بہتی ہوا بھی اسکی دریوزہ گر۔

(نزہۃ القاری جلد اول صفحہ ۲۷۳)

عطا کرتے ہیں

قارئین محترم! اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منگتوں کو عطا کرتے ہیں (باذن الٰہی) اور بخاری شریف کی یہ حدیث اہلسنت کے عقیدے کی ترجمانی کرتی ہے اسی لئے تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت نائب امام اعظم ابوحنیفہ مولانا الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

حدیث نمبر 3

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي (الخ)

ترجمہ! کاتب وحی مومنوں کے ماموں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس سے خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں جبکہ عطا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(بخاری شریف (مترجم) جلد اول صفحہ ۹۳ حدیث نمبر ۶۹ کتاب العلم)

فائدہ:۔

اس حدیث سے بھی اہلسنت کے عقیدے کی وضاحت ہوتی ہے کیوں کہ اس میں واضح طور پر بیان ہے کہ اللہ مجھے عطا کرتا ہے اور میں لوگوں میں تقسیم کرتا ہوں گویا خزانے اللہ کے ہیں اور حوالے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں کہ حضور جسے چاہیں عطا کردیں اور جب چاہیں جتنا چاہیں دے دیں اور بحمد اللہ تعالیٰ یہی عقیدہ اہلسنت کا ہے کہ اللہ عطا کرتا ہے اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں اب چونکہ حدیث میں عطا کی تخصیص نہیں کی گئی اس لئے یہ حکم عموم پر دلالت کرتا ہے کہ جو چیز اللہ عطا کرسکتا ہے وہ چیز اللہ کا محبوب تقسیم کرسکتا ہے اب خدا رزق دے سکتا ہے تو مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقسیم کر سکتے ہیں علیٰ ہٰذا القیاس۔ تو پس معلوم ہوا جو حضور کے تقسیم کرنے کا انکار کرے گا گویا وہ خدا کے عطا کرنے کا انکار کرے گا اور دائرہ اسلام سے خارج

ہوجائے گا اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اہلسنت کا عقیدہ حدیث کے عین مطابق ہے الحمد للہ۔

امجدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

معانی قاعدہ ہے کہ فعل یا شبہ فعل کا متعلق یعنی اس کا مفعول وغیرہ جب محذوف ہوتا ہے تو وہ عموم کا افادہ کرتا ہے یہاں قاسم اور معطی دونوں کے مفعول محذوف ہیں تو اس سے عموم پر دلالت ہوئی معنیٰ یہ ہوئے کہ مخلوقات میں سے جس کسی کو اب تک جو کچھ ملا یا آئندہ ملے گا ان سب کا دینے والا اللہ ہے اور ان سب کا بانٹنے والا میں ہوں جس طرح اللہ کے معطی ہونے میں کسی قسم کی کوئی تخصیص جائز نہیں اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاسم ہونے میں کسی قسم کی تخصیص جائز نہیں جس طرح تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ عالم کی ہر نوع ہر فرد خواہ وہ فرشتے ہوں خواہ وہ انسان خواہ وہ جن ہوں خواہ اور کچھ سب کو سب کچھ اللہ کی عطا سے ملا اور ملے گا اسی طرح یہ اعتقاد بھی واجب ہے کہ سب کو بلا استثنا جو کچھ ملا یا ملے گا وہ سب حضور کے دیئے سے ملا اس لئے جن لوگوں نے اس علم کے ساتھ خاص کیا یہ درست نہیں۔

(نزہۃ القاری جلد اول صفحہ ۴۲۵)

اسی لیے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

فائدہ:۔ اسی طرح اور مقامات پر بھی حضور کی قاسمیت کا ذکر ہے مثلاً۔

حدیث نمبر 4

مجھے قاسم بنایا گیا

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ. حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ. وَقَتَادَةَ. سَمِعُوا سَالِمَ بْنَ اَبِي الْجَعْدِ. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا مِنَ الْاَنْصَارِ غُلَامٌ. فَاَرَادَ اَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا. قَالَ شُعْبَةُ فِي حَدِيثِ مَنْصُورٍ اِنَّ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ حَمَلْتُهُ عَلَى عُنُقِي فَاَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ. وَفِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ وُلِدَ لَهُ غُلَامٌ. فَاَرَادَ اَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا. قَالَ " سَمُّوا بِاسْمِي. وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي. فَاِنِّي اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ ". وَقَالَ حُصَيْنٌ " بُعِثْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ ". قَالَ عَمْرٌو اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ

سَمِعْتُ سَالِمًا عَنْ جَابِرٍ اَرَادَ اَنْ يُسَمِّيَهُ الْقَاسِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ " سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي (او كما قال)

ترجمہ! حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہم میں سے ایک انصاری شخص کا بچہ پیدا ہوا اس نے اس کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کیا شعبہ نے منصور کی حدیث میں کہا کہ انصاری نے کہا میں نے اس بچے کو اپنی گردن پر اٹھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت میں گیا اور سلیمان کی حدیث میں ہے کہ اس کا بچہ ہوا تو اس نے اس کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو، مجھے قاسم بنایا گیا ہے میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں، حصین نے اس طرح روایت کیا ہے مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں عمرو نے کہا شعبہ نے قتادہ سے روایت کر کے بتایا کہ میں نے سالم سے سنا اور انہوں نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ اس انصاری نے اس بچے کا نام قاسم رکھنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو۔

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۱۵ حدیث نمبر ۲۸۸۲ کتاب فرض الخمس)

حدیث نمبر 5

حضور ﷺ قاسم ہیں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ. حَدَّثَنَا سُفْيَانُ. عَنِ الْأَعْمَشِ. عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ. قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ سَمُّوا بِاسْمِي. وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي. فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ" (او کما قال)

ترجمہ:۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو میں ہی قاسم ہوں۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۱۵ حدیث نمبر ۲۸۸۳ کتاب فرض الخمس)

حدیث نمبر 6

فقط قاسم ہوں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ. حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ. حَدَّثَنَا هِلَالٌ. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ. قَالَ: "مَا أُعْطِيكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ". (او کما قال)

ترجمہ! حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نہ میں تمہیں عطا کرتا ہوں (ذاتی طور پر مصنف) اور نہ میں تم سے روکتا ہوں میں تو فقط قاسم ہوں وہاں ہی (ہر نعمت) رکھتا ہوں جہاں مجھے (رکھنے) کا حکم دیا جاتا ہے۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۱۶ حدیث نمبر ۲۸۸۵ کتاب فرض الخمس)

فائدہ:۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان حدیثوں کو نقل کرنے سے پہلے یوں باب باندھا ہے۔

باب خول اللہ تعالٰی فا ن للہ خمسہ ولرسول یعنی للرسول قسم ذالک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما انا قاسم و خازن واللہ یعطی (او کما قال)

ترجمہ! باب کہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے بے شک خمس اللہ کے

لئے ہے اور رسول کے لئے ہے یعنی اس کی تقسیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تقسیم کرنے والا اور خزانہ کرنے والا ہوں (یعنی خزانچی ہوں، مصنف) اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۱۵ کتاب فرض الخمس)

امام بخاری کا عقیدہ

سبحان اللہ! ناظرین محترم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ باب باندھ کر اپنا عقیدہ اُمت مسلمہ کو بتانا چاہتے ہیں کہ کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ بخاری کا عقیدہ ہے کہ نبی صرف علم تقسیم کرتا ہے نہیں نہیں بخاری کا تو عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھ اللہ عطا کرتا ہے وہی کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقسیم کرتے ہیں۔

قارئین کرام! معلوم ہوا اہلسنّت کا عقیدہ حق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں کو عطا فرماتے ہیں اور غلاموں کی ہر جائز حاجت کو پورا فرماتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ ہم اہلسنّت احسان فراموش نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں سے سب کچھ لے کر نمک حرامی کریں ہم تو علی الاعلان کہتے ہیں۔

کچھ طلب ہے اگر ماسوا چاہیے
ان کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے
ان کے در سے تو سب کچھ ملے گا مگر
اپنا کردار بھی دیکھنا چاہیے

حدیث نمبر 7

حضرت ابوہریرہ پر عطا

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ اَبُو مُصْعَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ اِنِّي اَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا اَنْسَاهُ. قَالَ "اُبْسُطْ رِدَاءَكَ" فَبَسَطْتُهُ. قَالَ فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ "ضُمُّهُ" فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ. (او كما قال)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ میں آپ سے کثرت سے احادیث سنتا ہوں (لیکن) بھول جاتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے چادر پھیلادی۔ فرماتے

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے (فیضان) کا چلو بھر کر ڈالا پھر فرمایا اس چادر کو اپنے سینے سے لگا لے میں نے اسے سینے سے لگا لیا اس کے بعد مجھے کوئی چیز نہ بھولی۔

(بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۱۵ حدیث نمبر ۱۱۶ کتاب العلم)

حدیث کا فائدہ:۔

قارئین کرام! حضور علیہ السلام کا اپنے ہاتھوں سے حضرت ابو ہریرہ کے دامن میں کچھ ڈالنا اور اس شے کا ابو ہریرہ کو نظر نہ آنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ السلام کے پاس غیبی خزانے ہیں اور جب غیبی خزانے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ حضور علیہ السلام جسے چاہیں جب چاہیں جتنا چاہیں عطا کر سکتے ہیں اور بحمد اللہ تعالیٰ بخاری شریف کی یہ حدیث بھی اہلسنت کے عقیدے کی ترجمانی کر رہی ہے۔

آج لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ جی دیکھو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا فرماتے ہیں تو ان کی عطا یا ان کا دینا کسی کو نظر تو آتا نہیں لہٰذا ہم کیسے مان لیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا فرماتے ہیں کو جواباً عرض ہے کہ حضور علیہ السلام نے جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تو ہوا میں ہاتھ اُٹھائے جب کہ ہاتھوں میں کیا

ہے اس بات کا علم نہ ابو ہریرہ کو ہے اور نہ ہی راوی کو تو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں ان کی عطا چشم عالم سے مخفی رہے تو صحابی کو اعتراض نہیں تو آج بھی اگر ان کی عطا ان کا نوازنا نظر نہیں آتا تو اعتراض کیوں ہے یاد رہے ایسے لغو اعتراضات سے میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آسکتی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

(حدائق بخشش حصہ اول صفحہ ۲۷۔۲۸)

حدیث نمبر 8

استثنا فرما دیا

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلاً مِنْ بَنِی لَیْثٍ عَامَ فَتْحِ مَکَّةَ بِقَتِیلٍ مِنْهُمْ قَتَلُوْهُ فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِیُّ فَرَکِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ " اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ

عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ. اَوِ الْفِيلَ شَكَّ اَبُو عَبْدِ اللهِ. وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم وَالْمُؤْمِنِينَ. أَلاَ وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي. وَلاَ تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي اَلاَ وَإِنَّهَا حَلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ. اَلاَ وَإِنَّهَا سَاعَتِي هٰذِهِ حَرَامٌ. لاَ يُخْتَلَى شَوْكُهَا. وَلاَ يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلاَ تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا اِلاَّ لِمُنْشِدٍ. فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُعْقَلَ. وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ ". فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اُكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ. فَقَالَ " اُكْتُبُوا لِأَبِي فُلاَنٍ ". فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلاَّ الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللهِ. فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ " إِلاَّ الْإِذْخِرَ "

ترجمہ! حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خزاعہ قبیلے نے فتح مکہ کے سال اپنے ایک مقتول کے بدلے میں بنی لیث کا ایک شخص قتل کر دیا اس بات کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی آپ سواری پر سوار ہوئے پھر خطبہ دیا فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں قتل یا فرمایا ہاتھی کو روک دیا تھا ابو عبداللہ کو قتل یا ہاتھی میں شک ہے پھر اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں پر رسول اللہ اور مومنین کو غلبہ عطا

فرمایا غور سے سنو یہ میرے لئے بھی دن کی ایک گھڑی حلال کیا گیا تھا غور سے سنو اس وقت مکہ حرام ہے نہ اس کا کانٹا توڑا جائے گا اور نہ اس کا درخت کاٹا جائے گا اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھانی جائز ہے جس کا کوئی رشتہ دار قتل ہو جائے تو اسے دو چیزوں میں سے ایک کے چناؤ کا اختیار ہے یا تو مقتول کی دیت لے لے یا قتل کرنے والوں سے قصاص لے لے یمن سے ایک شخص آیا ہوا تھا اس نے عرض کی یارسول اللہ مجھے یہ خطبہ لکھ دو رسول اللہ نے فرمایا ابو فلاں کے لئے خط لکھ دو قریش کے ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! اذخر (ایک خوشبودار گھاس ہے) کی استثناء فرمادیں کیوں کہ اسے ہم اپنے گھروں اور اپنی قبور میں استعمال کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذخر کی استثناء فرمادی۔

(بخاری شریف (مترجم) جلد اول صفحہ ۱۱۲ حدیث نمبر ۱۰۹ الکتاب العلم)

حضور ﷺ مختارِ کُل ہیں

ناظرین محترم! اس حدیث پاک سے بھی اہلسنت کا موقف ظاہر ہے اور روز روشن کی طرح واضح ہے کیوں کہ مذکورہ حدیث میں اختیاراتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واضح بیان ہے کہ صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ گھاس کی استثناء فرمادیں یہ نہیں کہا کہ اللہ کی بارگاہ

میں عرض کیجئے گا جب اللہ آپ کو بتائے آپ ہمیں بتا دیجئے گا نہیں ہرگز نہیں بلکہ صحابی تو ڈائریکٹ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کر رہا ہے اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطاء اور اختیار دیکھئے کہ یہ نہیں فرمایا کہ رب سے پوچھ کے بتاؤں گا بلکہ فوراً فرمایا "الا الاذخر" کہ ہم نے گھاس کی استثناء دے دی معلوم ہوا میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے اختیار دیا ہے میرے آقا جب چاہیں جسے چاہیں جو چاہیں جتنا چاہیں عطا کر سکتے ہیں جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے۔

حدیث نمبر 9

پانی میں برکت

عَنْ عِمْرَانَ. قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّا اَسْرَيْنَا. حَتّٰى كُنَّا فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً وَلاَ وَقْعَةَ اَحْلٰى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا. فَمَا اَيْقَظَنَا اِلاَّ حَرُّ الشَّمْسِ. وَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلاَنٌ ثُمَّ فُلاَنٌ ثُمَّ فُلاَنٌ. يُسَمِّيهِمْ اَبُو رَجَاءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ. ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعُ. وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَامَ لَمْ

يُوقَظْ حَتّٰى يَكُونَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ. لِاَنَّا لاَ نَدْرِي مَا يَحْدُثُ لَهُ فِي نَوْمِهِ. فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ. وَرَاٰى مَا اَصَابَ النَّاسَ. وَكَانَ رَجُلاً جَلِيدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ. فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ لِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا اِلَيْهِ الَّذِي اَصَابَهُمْ قَالَ " لاَ ضَيْرَ. اَوْ لاَ يَضِيرُ. ارْتَحِلُوا ". فَارْتَحَلَ فَسَارَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ نَزَلَ. فَدَعَا بِالْوَضُوءِ. فَتَوَضَّاَ وَنُودِيَ بِالصَّلاَةِ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ. فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلاَتِهِ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ " مَا مَنَعَكَ يَا فُلاَنُ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ ". قَالَ اَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلاَ مَاءَ. قَالَ " عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَاِنَّهُ يَكْفِيكَ ". ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكٰى اِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ. فَنَزَلَ فَدَعَا فُلاَنًا. كَانَ يُسَمِّيهِ اَبُو رَجَاءٍ نَسِيَهُ عَوْفٌ. وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ " اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ ". فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَاَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ. اَوْ سَطِيحَتَيْنِ. مِنْ مَاءٍ عَلٰى بَعِيرٍ لَهَا. فَقَالاَ لَهَا اَيْنَ الْمَاءُ؟ قَالَتْ عَهْدِي

بِالْمَاءِ اَمْسِ هٰذِهِ السَّاعَةَ وَنَفَرُنَا خُلُوفًا. قَالَا لَهَا
انْطَلِقِي إِذًا. قَالَتْ إِلَى اَيْنَ قَالَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَتِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ
قَالَا هُوَ الَّذِي تَعْنِينَ فَانْطَلِقِي. فَجَاءَا بِهَا إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَاهُ الْحَدِيثَ قَالَ
فَاسْتَنْزَلُوهَا عَنْ بَعِيرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ. فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ اَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ. اَوِ
السَّطِيحَتَيْنِ وَاَوْكَا اَفْوَاهَهُمَا وَاَطْلَقَ الْعَزَالِيَ
وَنُودِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوا وَاسْتَقُوا. فَسَقَى مَنْ شَاءَ
وَاسْتَقَى مَنْ شَاءَ. وَكَانَ آخِرَ ذَاكَ اَنْ اَعْطَى الَّذِي
اَصَابَتْهُ الْجَنَابَةُ إِنَاءً مِنْ مَاءٍ قَالَ " اذْهَبْ. فَاَفْرِغْهُ
عَلَيْكَ ". وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ إِلَى مَا يُفْعَلُ بِمَائِهَا. وَايْمُ
اللهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا. وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ
مِلْاَةً مِنْهَا حِينَ ابْتَدَاَ فِيهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ " اجْمَعُوا لَهَا ". فَجَمَعُوا لَهَا مِنْ بَيْنِ
عَجْوَةٍ وَدَقِيقَةٍ وَسَوِيقَةٍ. حَتَّى جَمَعُوا لَهَا طَعَامًا
فَجَعَلُوهَا فِي ثَوْبٍ. وَحَمَلُوهَا عَلَى بَعِيرِهَا. وَوَضَعُوا
الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا قَالَ لَهَا " تَعْلَمِينَ مَا رَزِئْنَا مِنْ

مَائِكِ شَيْئًا. وَلٰكِنَّ اللهَ هُوَ الَّذِي اَسْقَانَا ". فَاَتَتْ
اَهْلَهَا. وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْهُمْ قَالُوا مَا حَبَسَكِ يَا
فُلَانَةُ قَالَتِ الْعَجَبُ. لَقِيَنِي رَجُلَانِ فَذَهَبَا بِي إِلَى
هٰذَا الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ. فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا. فَوَاللهِ
إِنَّهُ لَاَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ وَهٰذِهِ. وَقَالَتْ
بِإِصْبَعَيْهَا الْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةِ. فَرَفَعَتْهُمَا إِلَى السَّمَاءِ.
تَعْنِي السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ. اَوْ إِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللهِ حَقًّا.
فَكَانَ الْمُسْلِمُونَ بَعْدَ ذٰلِكَ يُغِيرُونَ عَلَى مَنْ حَوْلَهَا
مِنَ الْمُشْرِكِينَ. وَلَا يُصِيبُونَ الصِّرْمَ الَّذِي هِيَ مِنْهُ.
فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا مَا اُرَى اَنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ
يَدْعُونَكُمْ عَمْدًا. فَهَلْ لَكُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَاَطَاعُوهَا
فَدَخَلُوا فِي الْإِسْلَامِ.

ترجمہ!

حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ کی معیت میں ایک سفر پر تھے ہم ساری رات چلتے رہے حتیٰ کہ آخری وقت تھا تو ہم سو گئے اور مسافر کے نزدیک اس وقت کی نیند سے کوئی میٹھی نیند نہیں ہے پس ہم سوئے رہے حتیٰ کہ سورج کی تپش نے ہمیں بیدار کیا (ہماری صبح کی نماز رہ گئی

)سب سے پہلے فلاں بیدار ہوا پھر فلاں ، پھر فلاں ابو رجاء نے تمام
کے نام لئے لیکن عوف بھول گئے (یہ دونوں بھی اس حدیث کے راوی
ہیں) پھر چوتھے بیدار ہونے والے عمر بن خطاب تھے ۔ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سو جاتے تھے تو آپ کو بیدار نہیں کیا جاتا
تھا حتیٰ کہ خود بیدار ہو جاتے کیونکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ کی نیند
میں کیا وحی ہو رہی ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور
انہوں نے لوگوں کی پریشانی دیکھی حضرت عمر بڑی قوت وصلاحیت
والے شخص تھے آپ نے تکبیر کہی اور بلند آواز سے تکبیر کہی پس آپ
تکبیر کہتے رہے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بیدار ہو گئے جب آپ بیدار ہوئے تو لوگوں نے (اپنی
نماز قضاء ہونے کی) مصیبت کی شکایت کی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا! کوئی نقصان (اور خسارہ) نہیں ہوا (پریشان نہ
ہو) یہاں سے کوچ کرو پس قافلہ چل پڑا اور تھوڑا سا قافلہ چل چکا تو
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُترے اور پانی منگوایا اور وضو کیا اذان دی
گئی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی ۔

جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کو الگ تھلگ
دیکھا جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا! اے فلاں ! تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے

سے کونسی چیز مانع تھی ؟ اس نے کہا ! مجھے جنابت لاحق ہوئی ہے اور
پانی نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! مٹی سے تیمم کر یہ
تیری (طہارت کے لئے) کافی ہے ، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم چل پڑے لوگوں نے راستے میں پیاس کی شکایت کی ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری سے اُترے اور ایک شخص کو
بلایا ، ابو رجاء نے اس کا نام لیا لیکن عوف بھول گئے ، حضرت علی کرم
اللہ وجہہ الکریم کو بھی بلایا آپ نے ان دونوں کو فرمایا جاؤ اور پانی کی
تلاش کرو ۔ پس وہ دونوں گئے اور ایک عورت کو دو مشکیزوں کے
درمیان اونٹ پر (سوار) پایا ان دونوں حضرات نے اس عورت
سے پوچھا پانی کہاں ہے (یعنی کہاں سے لائی ہو) اس نے کہا کل
اس وقت میں پانی (لے کر) چلی تھی ہمارے مرد پیچھے ہیں حضرت علی
اور دوسرے صحابی نے اس عورت سے کہا پھر تو (ہمارے ساتھ) چل
اس نے کہا کس طرف ؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی بارگاہ میں ۔ اس عورت نے کہا ! اس شخص کی طرف جسے صابی (
یعنی نئے دین والا) کہا جاتا ہے ۔ انہوں نے کہا ! وہی جو تو مراد لے
رہی ہے پس تو چل ۔ دونوں حضرات اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور اس کی بابت سب کچھ عرض کیا اسے
لوگوں نے اونٹ سے اتارا نبی کریم نے ایک برتن منگوایا اور

دونوں مشکیزوں کے مونہوں سے اس میں پانی ڈالا پر ان کے مونہوں کو باندھ دیا پھر ان کے نیچے والے مونہوں کو کھولا اور لوگوں کو بلایا اور فرمایا! پانی (اپنے جانوروں) کو پلاؤ اور خود پیو پس جس نے چاہا اپنے جانوروں کو پلایا اور جس نے چاہا خود پیا۔ آخر میں اس شخص کو پانی کا برتن دیا جس کو جنابت لاحق ہوئی تھی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جاؤ اور یہ پانی اپنے اوپر انڈیل دو۔ وہ عورت سب کچھ دیکھ رہی تھی جو اس کے پانی کے ساتھ کیا جا رہا تھا۔ اللہ کی قسم ! جب پانی لینا بند کیا گیا تو ہمیں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ مشکیزہ پہلے سے بھی زیادہ بھرا ہوا ہے پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے (کھانا) جمع کرو، پس صحابہ کرام نے عجوہ (کھجور) آٹا اور ستو جمع کئے حتیٰ کہ اس کے لئے کھانا جمع کر دیا اور اس کو ایک کپڑے میں ڈال دیا اور اسے اونٹ پر سوار کر دیا اور اس سامان والے کپڑے کو اس کے آگے رکھ دیا حضور علیہ السلام نے اس عورت سے کہا تو جانتی ہے کہ ہم نے تیرے پانی سے کچھ کمی نہیں کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہی وہ ہے جس نے ہمیں پانی پلایا وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس آئی جب کہ وہ ان سے روکی گئی تھی (یعنی دیر سے پہنچی تھی) گھر والوں نے پوچھا اے فلانی! تجھے کس چیز نے روک لیا تھا؟ اس نے کہا بڑے تعجب کی بات ہے مجھے دو شخص راستے

میں ملے تھے اور وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے صابی (نئے دین والا) کہا جاتا ہے پھر اس نے (ایسا) عمل کیا اللہ کی قسم وہ اس اور اس کے درمیان تمام لوگوں سے بڑا جادوگر ہے اس نے وسطی اور سبابہ انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں انگلیوں کو آسمان کی طرف اُٹھایا یعنی اس نے زمین اور آسمان کی طرف اشارہ کیا (پھر کہا اگر جادوگر نہیں تو) اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہے اس کے بعد مسلمان اس کے اردگرد کے مشرکوں پر حملہ آور ہوتے تو اس بستی پر حملہ نہ کرتے جس سے اس عورت کا تعلق تھا ایک دن اس عورت نے اپنی قوم سے کہا میرا خیال ہے یہ لوگ جان بوجھ کر تمہیں چھوڑ جاتے ہیں کیا تمہارے لئے اسلام میں دلچسپی ہے؟ پس سارے قبیلے نے اس عورت کی بات مان لی اور اسلام میں داخل ہو گئے۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۲۰۳ حدیث نمبر ۳۳۱ کتاب التیمم)

فائدہ:۔

قارئین کرام! اس حدیث سے بھی الحمد للہ اہلسنت کے عقیدے کی وضاحت اور تائید ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے عطا کرنے والے ہیں کہ اس کے مشکیزہ سے پانی لیا اور برکت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھئے کہ پانی بجائے کم ہونے کے

اور زیادہ ہوگیا۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ اسے ایسے ہی جانے دیتے کیونکہ اگر دیکھا جائے تو اس کے پانی کا زیادہ ہونا یہ اس عورت پر احسان ہی تھا مگر حضور علیہ السلام اسے اور زیادہ نواز کر بتانا چاہتے تھے کہ جب ہم کافروں کو ایسے عطاء کرتے ہیں تو اپنے غلاموں کو کیسے عطا کرتے ہوں گے۔ سبحان اللہ! یہی وجہ تھی کہ اس عورت نے کہا کہ یا تو وہ جادوگر ہے یا اللہ کا سچا رسول ہے پس معلوم ہوا ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تو اپنے ہیں غیروں کو بھی عطا کرتے ہیں اور اس قدر عطا کرتے ہیں کہ غیر بھی گٹھڑیاں باندھ کر لے جاتے ہیں۔

فضل رب العلیٰ اور کیا چاہیے
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے
نعمتیں دونوں عالم کی دے کر مجھے
پوچھتے ہیں بتا اور کیا چاہیے
تم ملے دونوں عالم کی دولت ملی
اس سے بڑھ کر ہمیں اور کیا چاہیے

دوسرا اور اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ نماز فجر جس کی فرضیت کے علاوہ بھی بڑی اہمیت ہے جب قضا ہوگئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پریشانی لاحق ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا تو

آپ نے فرمایا لا غیر اولا یغیر۔ کوئی نقصان نہیں ہو پریشان نہ ہوؤ۔

اور پھر وقت گزر جانے کے باوجود پورے اہتمام کے ساتھ نماز فجر باجماعت ادا کی اور یہ واقعہ بلاشبہ اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دال ہے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف الرحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لا نہر کی ہے

حدیث نمبر 10

حضرت دحیہ پر عطا

قَالَ فَاَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجُمِعَ السَّبْيُ فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ اَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ. قَالَ " اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً ". فَاَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ (او کما قال)

ترجمہ! حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا ہم نے خیبر بزور بازو فتح کیا پھر قیدی میں جمع کیے گئے حضرت دحیہ کلبی آئے اور عرض کی اے اللہ کے نبی مجھے ان قیدیوں میں سے ایک لونڈی عطا کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جاؤ اور ایک لونڈی لے لو۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۲۲۰ حدیث نمبر ۳۵۸ کتاب الصلوٰۃ)

فائدہ:۔ قارئین کرام! یہ ایک طویل حدیث کا جزو ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ جس میں ہے کہ صحابی نے بارگاہ مصطفوی میں عرض کی مجھے لونڈی عطا کیجئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرما کر انما انا قاسم واللہ یعطی کی عملی تفسیر پیش کردی۔ سبحان اللہ

حدیث نمبر 11

حضرت عباس پر عطائے مصطفےٰ ﷺ

وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ صُهَیْبٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَیْنِ فَقَالَ "انْثُرُوْهُ فِی الْمَسْجِدِ". وَكَانَ اَكْثَرَ مَالٍ اُتِیَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ. فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَی الصَّلٰوةِ وَلَمْ یَلْتَفِتْ اِلَیْهِ. فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوةَ جَاءَ فَجَلَسَ اِلَیْهِ. فَمَا كَانَ یَرٰی اَحَدًا اِلَّا اَعْطَاهُ. اِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِیْ فَاِنِّیْ فَادَیْتُ نَفْسِیْ وَفَادَیْتُ عَقِیْلًا. فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ "خُذْ

". فَحَثَا فِیْ ثَوْبِهٖ. ثُمَّ ذَهَبَ یُقِلُّهٗ فَلَمْ یَسْتَطِعْ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُؤْمُرْ بَعْضَهُمْ یَرْفَعْهُ اِلَیَّ. قَالَ "لَا". قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ عَلَیَّ. قَالَ "لَا". فَنَثَرَ مِنْهُ. ثُمَّ ذَهَبَ یُقِلُّهٗ. فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُؤْمُرْ بَعْضَهُمْ یَرْفَعْهُ عَلَیَّ. قَالَ "لَا". قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ عَلَیَّ. قَالَ "لَا". فَنَثَرَ مِنْهُ. ثُمَّ احْتَمَلَهٗ فَاَلْقَاهُ عَلٰی كَاهِلِهٖ ثُمَّ انْطَلَقَ. فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یُتْبِعُهٗ بَصَرَهٗ حَتّٰی خَفِیَ عَلَیْنَا. عَجَبًا مِنْ حِرْصِهٖ. فَمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بحرین سے مال لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو مسجد میں بکھیر دو اور یہ مال سب اموال سے زیادہ تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیے گئے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے نکلے اور اس مال کی طرف متوجہ نہ ہوئے جب نماز پڑھ چکے تو تشریف لائے اور مال کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کو دیکھا اسے عطا فرمایا۔ اچانک حضرت عباس رضی اللہ

عنہ تشریف لائے عرض کی یارسول اللہ! مجھے بھی عطا فرمائیں۔ میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم (خود جتنا چاہو) لے لو۔ انہوں نے اپنے چلو بھر کر کپڑے میں ڈالے پھر اسے اٹھایا تو اٹھا نہ سکے۔ عرض کی یارسول اللہ! کسی صحابی کو حکم فرمائیں کہ وہ مجھے مال اٹھوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نہیں (خود ہی اٹھاؤ) حضرت عباس نے عرض کی حضور آپ ہی مجھے اٹھوادیں۔ فرمایا نہیں (خود ہی اٹھاؤ) حضرت عباس نے کچھ مال کم کردیا۔ پھر اُٹھانے لگے (تو اٹھا نہ سکے) عرض کی یارسول اللہ کسی کو حکم دیں کہ وہ مجھے مال اٹھوائے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔

حضرت عباس نے عرض کی! آپ خود ہی اٹھوادیں، فرمایا نہیں۔

حضرت عباس نے پھر کچھ مال کم کردیا پھر اٹھالیا اور اپنے کندھے پر ڈال دیا پھر چل پڑے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حرص پر تعجب کرتے ہوئے متواتر انہیں دیکھتے رہے حتی کہ وہ ہم سے پوشیدہ ہوگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک نہ اٹھے جب تک وہاں اس مال میں سے ایک درہم بھی باقی رہا۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۲۳۷ حدیث نمبر ۴۰۳ کتاب الصلوٰۃ)

فائدہ:۔ قارئین کرام! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختارِ کُل بنایا ہے کہ جسے چاہیں جب چاہیں جو چاہیں جتنا چاہیں عطا کرسکتے ہیں جیسا کہ مذکورہ حدیث میں اظہر من الشمس ہے، سبحان اللہ! کہ خود تو صاحب اختیار ہیں ہی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی فرما رہے ہیں کہ جتنا چاہو لے لو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

واہ کیا جود و کرم اے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حدیث نمبر 12

حضرت جابر پر عطائے رسول ﷺ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ " صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ". وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچھ قرض تھا آپ نے مجھے وہ بھی عطا فرمایا

اور کچھ زائد بھی دیا۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۲۹۸ حدیث نمبر ۴۲۴ کتاب الصلوٰۃ)

فائدہ:۔ یہ بھی حدیث کا ایک جزو ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فضل و کرم واضح ہے۔

حدیث نمبر 13

صحابہ پر عطا

عَنْ كَعْبٍ اَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ اَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ فَنَادٰى "يَا كَعْبُ". قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ "ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا". وَاَوْمَاَ اِلَيْهِ اَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ "قُمْ فَاقْضِهٖ".

ترجمہ! حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا مسجد میں مطالبہ کیا ان دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں حتیٰ کہ ان کی آواز حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھر میں سن لی آپ ان کے پاس آئے حتیٰ کہ اپنے

حجرے کا پردہ ہٹایا اور آواز دی اے کعب! حضرت کعب نے کہا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا اپنے قرض سے کچھ ساقط کردے نصف کا اشارہ فرمایا۔ حضرت کعب نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے نصف ساقط کردیا پھر آپ نے حضرت ابن ابی حدرد کو فرمایا اٹھو اور قرض ادا کرو۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۲۵۳ حدیث نمبر ۴۳۷ کتاب الصلوٰۃ)

فائدہ:۔

قارئین کرام! یہ ہے میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا اور غمخواری کہ میرے آقا غلاموں کے مزاج سے ہی سمجھ جاتے ہیں کہ کس غلام کو کیا چاہیے تبھی تو حضور علیہ السلام نے نصف کا اشارہ فرما کر اور حضرت کعب کو حکم فرما کر حضرت ابن ابی حدرد کا آدھا قرضہ معاف کروادیا۔ سبحان اللہ۔

حدیث نمبر 14

آقا کا کرم

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِي سَعِيدٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ خَيْلاً قِبَلَ

نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ". فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ.

ترجمہ! حضرت سعید بن ابی سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کی طرف گھوڑ سواروں کا ایک لشکر روانہ کیا تو وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جسے ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا۔ پس انہوں نے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا! ثمامہ کو چھوڑ دو ثمامہ مسجد کے قریب ایک کھجور درخت کے پاس گیا اس نے غسل کیا پھر مسجد میں داخل ہوا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۲۵۵ حدیث نمبر ۴۴۲ کتاب الصلوٰۃ)

قارئین کرام! یہ ہے عطاء مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کہ جسے دیکھ کر کافر بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ سبحان اللہ

حدیث نمبر 15

انگلیوں سے پانی

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ. فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ. فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوءٍ. فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ. وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوا مِنْهُ. قَالَ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جبکہ نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا لوگوں نے پانی تلاش کیا لیکن انہوں نے پانی نہ پایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (تھوڑا سا) پانی لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس (پانی والے برتن) میں اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا اور

لوگوں کو اس سے وضو کرنے کا حکم فرمایا حضرت انس فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے پانی نکال دیا تھا حتیٰ کہ تمام (حاضرین) نے وضو کرلیا۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۱۴۷ حدیث نمبر ۱۶۴ کتاب الوضوء)

دوسرے مقام پر یوں ہے!

قَالَ اَنَسٌ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ. قَالَ اَنَسٌ فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّاَ مَا بَيْنَ السَّبْعِيْنَ اِلَى الثَّمَانِيْنَ

حضرت انس فرماتے ہیں! میں نے اسی پانی سے وضو کرنے والوں کا اندازہ لگایا اور وہ ستر 70 سے اسی 80 تک افراد تھے۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۱۵۰ حدیث نمبر ۱۹۳ کتاب الوضوء)

فائدہ:۔

اس حدیث سے بھی اہلسنت کے عقیدے کی تائید ہوتی ہے کہ کیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرما کر غلاموں کی نا صرف ضرورت کو پورا کیا بلکہ اپنے غلاموں کو بتا دیا کہ اللہ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیارات عطا فرمائے ہیں اور محبوب جب چاہیں ان اختیارات کا

استعمال کر سکتے ہیں جیسا کہ مذکورہ حدیث میں گزرا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث نمبر 16

اختیار کے باوجود

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ " وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ. ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا. ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ. ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ. وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ (او کما قال)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں پس لکڑیاں اکٹھی کی جائیں پھر میں نماز حکم دوں اس کے

لئے اذان دی جائے پھر میں کسی شخص کو حکم دوں وہ لوگوں کی امامت کرائے پھر میں ان لوگوں کا قصد کروں (جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے) اور ان پر ان کے گھروں کو آگ لگا دوں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر ان (منافقین) میں سے کوئی یہ جان لے کہ وہ تھوڑے سے گوشت والی ہڈی پائے گا یا اچھے سے بکری کے کھر پائے گا تو وہ (اس لالچ کی وجہ سے) عشاء کی نماز میں حاضر ہو جائے۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۳۲۰)
(حدیث نمبر ۶۰۸ کتاب جماعت اور امامت)

فائدہ نمبر ۱:۔

قارئین کرام!

یہ حدیث پاک بھی اختیارات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن دلیل ہے اور ایک طرح سے رحمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی دلیل ہے کہ آپ فرما رہے ہیں میں ایسا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو یہ کہنا صرف ڈرانے کے لئے ہے اور اپنے اختیارات دکھانے کے لئے ہے اور آگ نہ لگانا یہ اپنی رحمت کے عطا کرنے کی دلیل ہے۔ سبحان اللہ

فائدہ نمبر ۲:۔

اس حدیث پاک سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو صرف لنگر کھانے کے لئے محافل وغیرہ میں حاضری دیتے ہیں۔

حدیث نمبر 17

جنت کو ملاحظہ فرمایا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَصَلَّى. قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلُ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ. ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ. قَالَ "اِنِّي اُرِيتُ الْجَنَّةَ. فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا. وَلَوْ اَخَذْتُهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا (او كما قال)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کسوف پڑھائی۔ صحابہ کرام نے نماز کے بعد پوچھا حضور ہم نے دیکھا کہ آپ اپنی جگہ پر کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ رہے ہیں اس کی کیا وجہ

تھی؟ آپ نے فرمایا! میں نے جنت کو دیکھا تو اس سے ایک انگوروں کا گچھا پکڑنا چاہا اگر میں اس کو توڑ لیتا تو تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۳۶۰ حدیث نمبر ۷۰۶ کتاب صفۃ الصلوٰۃ)

فائدہ:۔

قارئین کرام! یہ حدیث بھی اہلسنت کے عقیدے پر دلالت کرتی ہے کہ ہم بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چاہیں جسے چاہیں جتنا چاہیں دے سکتے ہیں اور یہ بات مذکورہ حدیث میں روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اور یہاں پر اشارۃً عرض کروں کہ اس حدیث سے ان لوگوں کی بدعقیدگی کا بھی رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں میں نے چاہا کہ زمین پر کھڑے ہو جنت میں سے انگور کا گچھا اُتار لوں تو جونہی زمین پر کھڑے ہو کر جنت سے انگوروں کا گچھا اُتارنا چاہیں تو اتار سکتے ہیں اس نبی کے بارے یہ کہنا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا پرلے درجے کی گستاخی ہے۔

گستاخانہ عبارات کے بارے میں ہماری دوسری کتاب ''شمشیر حسینی'' کا مطالعہ کریں جس میں انتہائی اختصار کے ساتھ ہم نے گستاخانہ عبارات اور ان کے رد کو پیش کیا ہے۔ مطبوعہ ہجویری بک شاپ نزد داتا دربار لاہور

حدیث نمبر 18

سونا تقسیم فرمایا

عَنْ عُقْبَةَ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَأَى أَنَّهُمْ عَجِبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ فَقَالَ " ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْبِسَنِي فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ

ترجمہ! حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی آپ نے سلام پھیرا پھر جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر کسی زوجہ محترمہ کے حجرے میں داخل ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرعت (اچانک اٹھ جانے) کی

وجہ سے لوگ گھبرا گئے پھر آپ صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے آپ نے دیکھا کہ آپ کے صحابہ آپ کی سرعت کی وجہ سے متعجب ہیں آپ نے فرمایا مجھے وہ سونے کی ڈلیہ یاد آئی جو ہمارے پاس تھی مجھے ناپسند تھا کہ وہ مجھے یادِ الٰہی سے غافل کرلے پس میں نے (گھر جاکر) اس کو تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۳۹۸ حدیث نمبر ۸۰۴) کتاب صفۃ الصلوٰۃ

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دوجہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث نمبر 19

حضرت عمر پر عطائے رسول ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ثُمَّ جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَاَعْطٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْهَا حُلَّةً

ترجمہ: یہ حدیث پاک کا ایک جزو ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک

مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ریشمی سوٹ آئے آپ نے ان میں سے ایک سوٹ حضرت عمر فاروق کو عطا فرمایا۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۳۱۰ حدیث نمبر ۸۳۷ کتاب الجمعہ)

فائدہ:۔

اس حدیث شریف میں واللہ یعطی و انا قاسم کی عملی تفسیر موجود ہے۔

حدیث نمبر 20

اُمت پر شفقت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ اَوْ عَلَى النَّاسِ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی اُمت کی تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا یا فرمایا لوگوں پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۳۱۱ حدیث نمبر ۸۳۸ کتاب الجمعہ)

فائدہ:۔

اس حدیث پاک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام مسواک کے حکم کی نسبت اپنی طرف کررہے ہیں کہ میں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا معلوم ہوا اللہ نے اپنے محبوب کریم کو مختارِ کل بنایا ہے۔

حدیث نمبر 21

زیادہ محبوب ہیں

عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ. اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِمَالٍ اَوْ سَبْيٍ فَقَسَمَهُ. فَاَعْطٰى رِجَالاً وَتَرَكَ رِجَالاً فَبَلَغَهُ اَنَّ الَّذِيْنَ تَرَكَ عَتَبُوا. فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ اَثْنٰى عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ " اَمَّا بَعْدُ. فَوَاللهِ اِنِّي لَاُعْطِي الرَّجُلَ. وَاَدَعُ الرَّجُلَ. وَالَّذِي اَدَعُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الَّذِي اُعْطِي وَلٰكِنْ اُعْطِي اَقْوَامًا لِمَا اَرٰى فِي قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ. وَاَكِلُ اَقْوَامًا اِلٰى مَا جَعَلَ اللهُ فِي قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْغِنٰى وَالْخَيْرِ. فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ ". فَوَاللهِ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ

حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مال یا قیدی لائے گئے آپ نے اسے تقسیم فرمایا اور کچھ لوگوں کو عطا نہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچی کہ جن کو آپ نے عطا نہیں فرمایا تھا وہ جزبز ہوئے ہیں پس آپ نے اللہ کی حمد وثناء فرمائی پھر فرمایا امابعد اللہ کی قسم میں ایک شخص کو دیتا ہوں اور دوسرے کو عطا نہیں کرتا ہوں اور جن کو میں عطا نہیں کرتا وہ میرے نزدیک اس سے محبوب ہوتا ہے جس کو عطا کرتا ہوں لیکن میں ان لوگوں کو عطا کرتا ہوں جن کے دلوں میں ضعف اور خوف دیکھتا ہوں اور میں ان لوگوں کو چھوڑ دیتا ہوں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے غنی اور خیر پیدا فرمائی ہے ان لوگوں میں عمرو بن تغلب بھی ہیں۔ (حضرت عمرو بن تغلب) کہتے ہیں اللہ کی قسم میں پسند نہیں کرتا کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کلمہ کے عوض سرخ اونٹ ہوں۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۳۲۳ حدیث نمبر ۸۷۱ کتاب الجمعہ)

فائدہ:۔

یہ حدیث پاک بھی انما انا قاسم واللہ یعطی کی تفسیر ہے

اور اس میں عطا کی نسبت بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی طرف فرمائی تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے خدا بھی اسے دیتا ہے جو در مصطفےٰ پہ آئے اور ساتھ میں یہ بھی واضح ہوگیا کہ دیتا تو خدا ہی ہے مگر اپنے محبوب کریم کے ہاتھوں سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دلوں کے بھید جانتے ہیں تبھی تو فرمایا کہ میں جن کو دیتا ہوں ان کے دل میں چھپے خوف اور ضعف کی وجہ سے دیتا ہوں اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور جسے چاہیں عطا کریں اور جسے چاہیں عطا نہ کریں۔

لطیفہ:۔ ہمارے ایک خطیب صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک وہابی کہنے لگا جی جو دیتا ہے اللہ ہی دیتا ہے مگر تقسیم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہیں اس وہابی نے بار بار کہنا شروع کیا جی میں اس بات کو نہیں مانتا بس جو دیتا ہے اللہ ہی دیتا ہے۔

خطیب صاحب کہتے ہیں! میں نے کہا ٹھیک ہے جو دیتا ہے اللہ ہی دیتا ہے مگر بریلویوں کو وہابیوں کو نہیں وہ وہابی کہنے لگا جی وہ کیوں؟

خطیب صاحب نے جواب دیا! اس لئے کہ تم لوگوں کو تو آج تک شلوار پوری نہیں ملی اس پر وہ وہابی خاموش ہوگیا اور خاموشی سے چلا گیا۔

حدیث نمبر 22

اُن کا اختیار

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ خَالُ الْبَرَاءِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّ عِنْدَنَا عَنَاقًا لَنَا جَذَعَةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْنِ أَفَتَجْزِي عَنِّي قَالَ "نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ"

ترجمہ! حضرت برا ابن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ابو بردہ بن نیار جو حضرت برا کے ماموں تھے اس نے عرض کی یارسول اللہ میرے پاس ایک چھوٹی بکری ہے اور وہ مجھے دو بکریوں سے زیادہ محبوب ہے کیا میرے لئے وہ کفایت کرے گی (اگر میں قربانی کروں تو) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں لیکن تیرے بعد کسی کے لئے کفایت نہیں کرے گی۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۴۳۷ حدیث نمبر ۹۰۲ کتاب العیدین)

فائدہ:۔ یہ بھی حدیث کا ایک جزو ہے اس روایت سے پتہ چلا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے اختیار دیا کہ جب چاہیں جو چاہیں جسے چاہیں جتنا چاہیں عطا کر سکتے ہیں۔

حدیث نمبر 23

وہ بیٹھ کے نماز پڑھ لے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ " مَا هٰذَا الْحَبْلُ ". قَالُوا هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَاِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ " لَا. حُلُّوهُ. لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَاِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو دو ستونوں کے درمیان ایک رسّی باندھی ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ رسّی کیسی ہے؟ صحابہ کرام نے کہا یہ حضرت زینب کے لئے ہے جب وہ (قیام سے) سست پڑ جاتی ہے تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کو کھول دو تم میں سے کوئی چستی کے وقت تک نماز پڑھے جب سستی آجائے تو بیٹھ جائے۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۱۳ حدیث نمبر ۱۰۸۲ کتاب التہجد)

فائدہ:۔

اس حدیث پاک سے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات ثابت ہو رہے ہیں وہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت و رحمت کا بھی جلوہ نظر آ رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت سے کس قدر پیار کرتے ہیں کہ اُمت کو تکلیف سے بچانے کے لئے اللہ رب العزت کی عبادت میں بھی تخفیف فرما دیتے ہیں اور اُمت کو آسانی عطا فرما دیتے ہیں جیسا کہ اس حدیث پاک میں گزرا اور اسی مفہوم کی روایت دوسرے مقام پر یوں ہے۔

حدیث نمبر 24

عبداللہ بن عمرو پر شفقت

عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ. قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ " اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ " قُلْتُ اِنِّي اَفْعَلُ ذٰلِكَ. قَالَ " فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنُكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ. وَاِنَّ لِنَفْسِكَ حَقٌّ. وَلِاَهْلِكَ حَقٌّ. فَصُمْ وَاَفْطِرْ. وَقُمْ وَنَمْ "

ترجمہ! حضرت ابی العباس کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ
بن عمرو سے فرماتے ہیں کہ (ایک دن) مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہا مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تم رات کو قیام کرتے ہو اور
دن کو روزے رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی حضور! میں ایسے کرتا ہوں
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تو ایسا کرتا رہے گا تو تیری
آنکھیں کمزور ہو جائیں گی تیرا نفس تھک جائے گا تیرے نفس کا
تجھ پر حق ہے تیرے اہل کا تجھ پر حق ہے روزہ بھی رکھ افطار بھی کر
قیام بھی کر اور سو بھی۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۱۴ حدیث نمبر ۱۰۸۵ کتاب التہجد)

حدیث نمبر 25

چادر عطا فرمادی

عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوجَةٍ فِيهَا
حَاشِيَتُهَا. اَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ قَالُوا الشَّمْلَةُ. قَالَ
نَعَمْ. قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدِي. فَجِئْتُ لِاَكْسُوَكَهَا.
فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا
اِلَيْهَا. فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهٗ. فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ

اُكْسُنِيهَا. مَا اَحْسَنَهَا. قَالَ الْقَوْمُ مَا اَحْسَنْتَ.
لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا
اِلَيْهَا. ثُمَّ سَاَلْتَهُ وَعَلِمْتَ اَنَّهُ لَا يَرُدُّ. قَالَ اِنِّي وَاللهِ
مَا سَاَلْتُهُ لِاَلْبَسَهَا اِنَّمَا سَاَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفَنِي. قَالَ
سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بردہ منسوجہ لے کر آئی جس کا حاشیہ بنا
ہوا تھا حضرت سہل نے فرمایا کیا تم جانتے ہو؟ بردہ کیا ہے؟
صحابہ نے کہا! اس سے مراد بڑی چادر ہے۔ اس عورت نے
کہا! میں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنی ہے یہ میں آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے پہننے کے لئے لائی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وہ چادر پہن کر نکلے تو ایک شخص نے اس چادر کی خوبصورتی بیان کی اور
عرض کی حضور یہ بہت خوبصورت ہے آپ یہ مجھے عطا فرما دیں۔
لوگوں نے اس شخص سے کہا تو نے اچھا نہیں کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اسے پہنا تھا اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی پھر تو نے
آپ سے وہ مانگ لی اور تجھے معلوم ہے کہ آپ کسی سائل کو
نہیں لوٹاتے۔ اس شخص نے کہا! اللہ کی قسم یہ میں نے پہننے کے لئے
نہیں مانگی یہ میں نے اس لئے مانگی تھی تاکہ میرا کفن بنائی جائے۔

حضرت سہل نے فرمایا! اس چادر میں اسے کفن دیا گیا۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۶۴ حدیث نمبر ۱۱۹۸ کتاب الجنائز)

فائدہ:۔

قارئین کرام! اس حدیث سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقیدے کا پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سائل کو نہیں لوٹاتے یعنی کوئی بھی منگتا آجائے اس کو خالی ہاتھ نہیں بھیجتے بلکہ سائل کو سائل کی منشاء کے مطابق عطا فرماتے اور الحمدللہ! یہ عقیدہ اہلسنت کا ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بھی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے بلکہ منگتوں کی جھولیاں بھرتے ہیں اور خوب عطا فرماتے ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے!

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹے کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم تو ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

اور دوسرا اہم نکتہ بھی پیش نظر رہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام سے کسی کمال محبت فرماتے تھے کہ حضور کے جسم اطہر سے مس شدہ چیز کو اپنے کفن میں رکھ کر یا کفن بنا کر اپنی نجات کا سامان سمجھتے تھے تو جس محبوب کی چیزیں مرنے کے بعد قبر میں بھی

فائدہ دیتی ہیں، وہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر میں جا کر خود فائدہ کیوں نہیں دے سکتے۔

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث نمبر 26

مخلوق پر رحمت

اَنَّ الْاَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ جَلَسْتُ اِلَى مَلَاٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَجَاءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعَرِ وَالثِّيَابِ وَالْهَيْئَةِ حَتّٰى قَامَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ " يَا اَبَا ذَرٍّ اَتُبْصِرُ اُحُدًا ". قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ وَاَنَا اُرٰى اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُرْسِلُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ. قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ " مَا اُحِبُّ اَنَّ لِي مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا اُنْفِقُهُ كُلَّهُ اِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ ". وَاِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُونَ. اِنَّمَا يَجْمَعُونَ الدُّنْيَا. لَا وَاللهِ لَا اَسْاَلُهُمْ دُنْيَا. وَلَا

اَسۡتَفۡتِیۡهِمۡ عَنۡ دِیۡنٍ حَتّٰی اَلۡقَی اللّٰہَ

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں قریش کے ایک مجمع میں بیٹھا ہوا تھا ایک شخص آیا جس کے بال کپڑے اور بہت سخت تھی حتیٰ کہ وہ لوگوں کے پاس کھڑا ہوا اور سلام کیا پھر کہا کہ (مجھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! کیا تو اُحد پہاڑ کو دیکھتا ہے؟ فرماتے ہیں! میں نے سورج کی طرف دیکھا جتنا کہ دن کا حصہ باقی تھا میرا خیال تھا کہ آپ مجھے کسی کام کے لئے بھیجنا چاہتے ہیں میں نے عرض کی ہاں (میں احد پہاڑ دیکھتا ہوں)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں پسند کرتا ہوں کہ میرے لئے احد پہاڑ کی مثل سونا ہو میں سوائے تین دینار کے سب کا سب خرچ کردوں یہ لوگ کچھ نہیں جانتے یہ دنیا جمع کرتے ہیں اللہ کی قسم میں ان سے دنیا کا سوال نہیں کروں گا اور نہ ان سے دین کے متعلق پوچھوں گا حتیٰ کہ میں اللہ سے جاملوں۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۶۱۷ حدیث نمبر ۱۳۱۹ کتاب الزکوۃ)

فائدہ:۔ یہ طویل حدیث کا جزو ہے جو مذکور ہوا۔

امجدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد اپنی شان ارفع و

اعلیٰ کے مطابق تھا جو اللہ تعالیٰ پر توکل، دنیا سے بے رغبتی، خلق خدا پر رحمت اور سخاوت کا مظہر تھا۔

آگے لکھتے ہیں! کہ تین دینار بچانے کی حکمت علامہ قرطبی نے یہ بتائی کہ ایک اپنے اہل کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے لئے اور ایک قرض کے لئے یہ انکا ذوق تھا ہو سکتا ہے اس ارشاد کے وقت جن کا نان ونفقہ حضور پر واجب تھا وہ تین دینار یومیہ رہا ہو یا کسی کا کچھ قرض رہا ہو ورنہ حدیث گزر چکی (دیکھئے حدیث نمبر ۱۸) کہ یہ بھی پسند نہیں فرمایا کہ سونے کا ایک ٹکڑا گھر میں رات بھر رہے۔

(نزہۃ القاری جلد دوم صفحہ ۹۰۰)

حدیث نمبر 27

حکیم بن حزام پر عطا

اَنَّ حَکِیۡمَ بۡنَ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُ قَالَ سَاَلۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَعۡطَانِیۡ ثُمَّ سَاَلۡتُهٗ فَاَعۡطَانِیۡ ثُمَّ سَاَلۡتُهٗ فَاَعۡطَانِیۡ ثُمَّ قَالَ " یَا حَکِیۡمُ اِنَّ هٰذَا الۡمَالَ خَضِرَۃٌ حُلۡوَۃٌ فَمَنۡ اَخَذَهٗ بِسَخَاوَۃِ نَفۡسٍ بُوۡرِكَ لَهٗ فِیۡهِ

ترجمہ! حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! میں

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا
فرمایا میں نے پھر سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عطا
فرمایا میں نے پھر سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عطا
کیا پھر فرمایا اے حکیم یہ مال سبز اور میٹھا ہے جو اس کو بغیر لالچ کے لیتا
ہے اس کے لئے اس میں برکت ڈالی جاتی ہے۔

آگے یوں ہے،

قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ
لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا

حکیم کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ (آپ نے اتنا دیا
ہے کہ اب کمی ہی نہیں کسی چیز کی) قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ
کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آپ کے بعد کسی سے کوئی چیز
نہیں لوں گا حتی کہ اس دنیا کو چھوڑ جاؤں گا۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۶۴۶ حدیث نمبر ۱۳۷۴ کتاب الزکوٰۃ)

فائدہ:۔

اس حدیث سے بھی بحمد اللہ تعالیٰ اہلسنت کا عقیدہ ثابت ہوتا
ہے اور بڑے بدبخت ہیں وہ لوگ جن کو یہ حدیثیں نظر تو آتی ہیں مگر وہ
بغض مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ان کو بیان کرنا تو دور کی

بات ہے اہلسنت کے عوام سے اس طرح کی حدیثیں سن کر انکار
کر دیتے ہیں کہ یہ حدیثیں بخاری میں ہیں ہی نہیں۔ (استغفر اللہ
العظیم)

مقام افسوس! میرے ایک قریبی رشتہ دار ہیں ایک دن وہ
ہمارے ہاں مہمان آئے ہوئے تھے اور ادھر سے میں گھر پہنچ گیا ان
سے ملاقات کی ملاقات کے بعد میں نے حضور علیہ السلام کی شان
میں یہی حدیث پاک سنائی کہ حضرت حکیم کہتے ہیں کہ میں نے حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگا آپ نے مجھے دیا۔ میں نے پھر مانگا،
آپ نے بھر دیا، میں نے پھر مانگا آپ نے بھر دیا اور حضرت حکیم
کہتے ہیں کہ اتنا دیا کہ کمی چھوڑی ہی نہیں جب میں نے ان کو یہ
حدیث سنائی تو چونکہ وہ وہابی تھے اس لئے بولے استغفر اللہ۔
میں نے کہا جی کیا ہوا بخاری کی حدیث ہے۔ انہوں نے کہا یہ ہو ہی
نہیں سکتا۔ میں نے جب پورا حوالہ دیا کہ یہ حدیث بخاری کے
فلاں صفحے پر اتنی حدیث نمبر ہے تو فوراً بولے! نہیں جی اللہ
تعالیٰ نے فرمایا قل انما انا بشر مثلکم۔ اے محبوب فرما دیجئے
میں (نفس بشریت) میں تمہارے جیسا ہوں۔ بولو یہ دیکھو رب فرماتا
ہے، نبی ہمارے جیسے ہیں۔ میں نے تعجب کیا اور کہا جبکہ میری یہ بات
گھر والے بھی سن رہے تھے۔ میں نے کہا! افسوس کہ میں نے

حدیث وہ پڑھی جو بخاری کی ہے اور اس سے عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کی مگر اس قدر بغض مصطفےٰ کہ آپ کو حضور علیہ السلام کی شان وعظمت راس نہیں آئی۔ مقام افسوس ہے حدیث پڑھ کر میں نے کیا ثابت کیا اور قرآن پڑھ کر آپ نے کیا ثابت کیا، اس پر وہ گرم ہوئے اور رشتہ داری کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے مجھے چپ کرا دیا۔

حدیث نمبر 28

عبداللہ بن عمر پر عطائے حبیب

اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ "خُذْهُ"

ترجمہ! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں! میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کچھ عطا فرمایا تو میں نے عرض کی حضور اس (شخص کو جو پاس بیٹھا تھا) کو عطا فرمائیں جو مجھ سے زیادہ اس بخشش (یعنی اس عطاء) کا محتاج ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اے عمر منع نہ کرو) یہ لے لو۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۶۴۶ حدیث نمبر ۱۳۸۰ کتاب الزکوۃ)

فائدہ:۔

اس حدیث پاک سے بھی عطائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اختیارات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر کو منع کرنے کے باوجود عطا فرمایا گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتانا یہ چاہتے ہیں کہ اے عمر مجھے علم ہے کہ کون حقدار ہے اور کون نہیں اس لئے تو منع نہ کر اور لے لے اور اس روایت سے یہ بھی پتہ چلا کہ میرے آقا جس کو چاہیں عطا فرما دیں ان پر کوئی پابندی نہیں اور یہی اختیارات ہیں کہ جسے چاہیں جب چاہیں جو چاہیں جتنا چاہیں عطا فرما دیں۔

حدیث نمبر 29

جنت کا ٹکڑا

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي"

ترجمہ! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور وہ میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۷۹۸ حدیث نمبر ۱۷۵۵ باب فضائل مدینہ)

فائدہ:۔

اس روایت سے حضور علیہ السلام کے اختیارات ثابت ہوتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اگر زمین کے ٹکڑے کو جنت فرما دیں تو وہ قیامت تک کے لئے جنت بن جاتا ہے، سبحان اللہ

حدیث نمبر 30

عطاؤں پر عطا

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكْتُ. قَالَ " مَا لَكَ ". قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ " هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا ". قَالَ لاَ. قَالَ " فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ

شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ". قَالَ لاَ. فَقَالَ " فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا ". قَالَ لاَ. قَالَ فَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ. فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهَا تَمْرٌ. وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ. قَالَ " أَيْنَ السَّائِلُ ". فَقَالَ أَنَا. قَالَ " خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهِ ". فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلَى أَفْقَرَ مِنِّي يَا رَسُولَ اللهِ فَوَاللهِ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا. يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ. أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي. فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ " أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ

ترجمہ! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسل کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے پوچھا تجھے کیا ہوا اس نے کہا میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا کئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو کوئی غلام رکھتا ہے جسے تو آزاد کرے؟ اس نے کہا نہیں آپ نے پوچھا کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ ۲ دو ماہ کے روزے رکھے؟ (پے در پے) اس نے کہا! جی نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانے کی

استطاعت پاتا ہے؟ اس نے کہا! نہیں۔

راوی فرماتے ہیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہرے رہے ہم اسی جگہ تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک عرق لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں (عرق سے مراد ٹوکرا ہے) آپ نے فرمایا! سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا! (حضور) میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا! یہ کھجوروں کو ٹوکرا لے لے اور اسے صدقہ کر دے اس شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا کوئی مجھ سے زیادہ بھی محتاج ہے؟ اللہ کی قسم! مدینہ کے دونوں ٹیلوں کے درمیان کوئی گھر والے میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج نہیں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں پھر آپ نے فرمایا یہ اپنے گھر والوں کو کھلا دے (کفارہ ادا ہو جائے گا)۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۸۱۷ حدیث نمبر ۱۸۰۰ کتاب الصوم)

فائدہ:۔

سبحان اللہ! اس حدیث پاک سے اختیارات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبردست ثبوت ملتا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام سے پہلے اس آدمی کو اللہ کے بنائے ہوئے قانون بتائے جب اس نے عذر پیش کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی آسانی کے

لئے اپنے اختیارات کا استعمال فرمایا اور اس غلام کو اپنی عطاء سے نوازا کہ جا یہ کھجوریں خود کھا اور اپنے گھر والوں کو کھلا تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ سبحان اللہ! یہ ہے میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا و مہربانی اور یہ چیز بھی ذہن میں رکھیں کہ یہ حکم صرف اسی آدمی کے لئے تھا ساری اُمت کے لئے نہیں۔ پس معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چاہیں، جسے چاہیں، جتنا چاہیں، جو چاہیں عطا کر سکتے ہیں۔

حدیث نمبر 31

اونٹ بھی لے لو قیمت بھی لے لو

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ. فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا. فَأَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ " جَابِرٌ ". فَقُلْتُ نَعَمْ. قَالَ " مَا شَأْنُكَ ". قُلْتُ أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِي وَأَعْيَا. فَتَخَلَّفْتُ. فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ قَالَ " ارْكَبْ ". فَرَكِبْتُ. فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ " تَزَوَّجْتَ ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ " بِكْرًا

اَمْ ثَيِّبًا ". قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا. قَالَ " اَفَلاَ جَارِيَةً تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ ". قُلْتُ اِنَّ لِي اَخَوَاتٍ. فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَتَزَوَّجَ امْرَاَةً تَجْمَعُهُنَّ. وَتَمْشُطُهُنَّ. وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ. قَالَ " اَمَّا اِنَّكَ قَادِمٌ. فَاِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ". ثُمَّ قَالَ " اَتَبِيعُ جَمَلَكَ ". قُلْتُ نَعَمْ. فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِاُوقِيَّةٍ. ثُمَّ قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي. وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ. فَجِئْنَا اِلَى الْمَسْجِدِ. فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ. قَالَ " الآنَ قَدِمْتَ ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ " فَدَعْ جَمَلَكَ. فَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ". فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ. فَاَمَرَ بِلاَلاً اَنْ يَزِنَ لَهُ اُوقِيَّةً. فَوَزَنَ لِي بِلاَلٌ. فَاَرْجَحَ فِي الْمِيزَانِ. فَانْطَلَقْتُ حَتَّى وَلَّيْتُ فَقَالَ " ادْعُ لِي جَابِرًا ". قُلْتُ الآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ. وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْهُ. قَالَ " خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ ".

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں! میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھا میرا اونٹ سُست پڑ گیا اور چلنے سے عاجز آ گیا میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا جابر ہو؟ میں نے عرض کی! جی ہاں فرمایا کیا ہوا (کیوں پیچھے رہ گئے ہو) میں نے عرض کی! میرا اونٹ سُست پڑ گیا ہے اور چلنے سے تھک گیا ہے اس لئے پیچھے رہ گیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُترے اور اپنی کھونٹی سے اسے کھینچا پھر فرمایا! اب اس پر سوار ہو میں اس پر سوار ہوا (وہ اتنا تیز رفتار ہو گیا تھا کہ) میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی سواری سے آگے بڑھنے) سے روکتا تھا۔ آپ نے پوچھا جابر! تو نے نکاح کر لیا ہے؟ میں نے کہا! ہاں فرمایا کنواری سے یا ثیبہ سے؟ میں نے کہا! ثیبہ سے فرمایا کنواری سے نکاح کیوں نہیں کیا تا کہ تو اس سے دل لگی کرتا اور وہ تجھ سے دل لگی کرتی۔

میں نے عرض کی! حضور میری بہنیں ہیں (جو عمر میں چھوٹی ہیں) میں نے پسند کیا کہ ایک ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کو اکٹھا رکھے اور ان کو کنگھی کرے اور ان کی دیکھ بھال کرے فرمایا تو (سفر سے) آرہا ہے جب تو گھر میں پہنچے تو فطانت وذہانت کو لازم پکڑنا پھر فرمایا! کیا تو اپنا اونٹ بیچتا ہے؟

میں نے عرض کی! جی ہاں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے وہ اونٹ اوقیہ کے عوض خرید لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد کے دروازے پر پایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا! اب پہنچے ہو۔ میں نے عرض کی! جی ہاں فرمایا! اپنا اونٹ چھوڑ دو اور مسجد میں جاؤ، دو رکعت نماز نفل پڑھو۔ میں مسجد میں گیا اور نماز پڑھی، پھر آپ نے بلال کو حکم دیا میرے لئے ایک اوقیہ وزن کریں، حضرت بلال نے میرے لئے ایک اوقیہ کا وزن کیا اور میزان میں میرے حق سے زیادہ رکھا۔ میں چلا گیا حتیٰ کہ میں نے پیٹھ پھیری تو فرمایا! جابر کو میرے پاس بلاؤ۔ میں نے دل میں خیال کیا اب مجھے اونٹ لوٹا دیں گے اور اس سے زیادہ مبغوض چیز میرے نزدیک نہیں تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنا اونٹ بھی لے لو اور اس کی ثمن (یعنی قیمت بھی تمہاری۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۸۸۷ حدیث نمبر ۱۹۵۵ کتاب البیوع)

فائدہ:۔

قارئین کرام! قربان جائیں اس ادائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ کس طرح میرے آقا علیہ السلام نے حضرت جابر کو عطا فرمایا اور کس قدر مہربانی فرمائی کہ اونٹ بھی عطا کیا اور اس کی قیمت بھی عطا فرمائی اے مجدیو! یہ ہیں ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسے چاہیں جب چاہیں جو چاہیں جتنا چاہیں عطا کر سکتے ہیں۔ سبحان اللہ

حدیث نمبر 32

خریدا اور عطا کر دیا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا. قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَکُنْتُ عَلٰی بَکْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ. فَکَانَ یَغْلِبُنِی فَیَتَقَدَّمُ اَمَامَ الْقَوْمِ. فَیَزْجُرُہٗ عُمَرُ وَیَرُدُّہٗ. ثُمَّ یَتَقَدَّمُ فَیَزْجُرُہٗ عُمَرُ وَیَرُدُّہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ " بِعْنِیہِ ". قَالَ ھُوَ لَکَ یَا رَسُولَ اللہِ. قَالَ " بِعْنِیہِ ". فَبَاعَہٗ مِنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ " ھُوَ لَکَ یَا عَبْدَ اللہِ بْنَ عُمَرَ تَصْنَعُ بِہٖ مَا شِئْتَ

ترجمہ! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں! ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور میں ایک اڑیل اونٹ پر سوار تھا جو حضرت عمر کا تھا وہ مجھ پر غالب آجاتا تھا اور تمام لوگوں سے آگے نکل جاتا تھا۔ حضرت عمر اسے جھڑکتے تھے اور پیچھے لوٹاتے تھے وہ پھر آگے بڑھ جاتا تھا اور حضرت عمر اسے جھڑکتے اور پیچھے لوٹاتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے حضرت عمر سے کہا تم یہ مجھے بیچ دو ۔ حضرت عمر نے عرض کی یارسول اللہ ! وہ آپ کا ہی ہے آپ نے فرمایا مجھے یہ بیچ دو۔ حضرت عمر نے وہ رسول اللہ کو بیچ دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن عمر یہ تیرا ہے تو جو چاہے اس کے ساتھ کر۔

(بخاری شریف مترجم صفحہ ۸۹۵ حدیث نمبر ۱۹۷۳ جلد اول کتاب البیوع)

فائدہ:۔

سبحان اللہ ! کیسی کیسی عطائیں ہیں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ باپ سے اونٹ خرید کر بیٹے کو مفت عطا کر دیا۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو بخاری تو پڑھتے مگر عمل نہیں کرتے یا پھر شاید ان حدیثوں کے پڑھنے کی ان لوگوں کو توفیق ہی نہیں ہوتی جو اپنے جلسوں میں ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عیب ہی بیان کرتے ہیں ۔ اے کاش ! عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دلوں میں بسا کر بخاری پڑھتے تو آج حضور علیہ السلام کی عظمت پر دلیلیں نہ مانگتے مگر۔

کوئی آیا لے کے چلا گیا کوئی عمر بھر بھی نہ پا سکا
میرے مولا تجھ سے گلہ نہیں یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے

حدیث نمبر 33

مدینہ کو حرم بنادیا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ " اَنَّ اِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ اِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ

ترجمہ! حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور اس کے لئے دُعا فرمائی میں نے مدینہ کو حرم بنایا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۹۰۱ حدیث نمبر ۱۹۸۵)

فائدہ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیارات عطا فرمائے تبھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے مدینہ کو حرم بنایا ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ ! اس روایت سے بھی اہلسنت کے عقیدے کی تائید ہوتی ہے۔

حدیث نمبر 34

مولا علی پر عطا

عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ. عَنْ اَبِيهِ. حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ. رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. اَنَّهُ قَالَ اَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ وَاَعْطَانِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا اُخْرٰى.

ترجمہ! حضرت علی (زین العابدین) بن حسین بن علی اپنے والد حضرت حسین بن علی سے اور وہ اپنے والد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں فرمایا (حضرت علی نے) مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں مال غنیمت سے ایک اونٹنی ملی اور فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور اونٹنی بھی عطا فرمائی۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۱۰۰۰ حدیث نمبر ۲۲۰۲ کتاب المساقات)

فائدہ:۔

اس روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے

ہیں کہ میرا حصہ تو حضور علیہ السلام نے دیا مگر یہ حضور کا کرم ہے کہ حضور نے مجھے اور زیادہ نوازا اس سے بھی معلوم ہوا میرے آقا جسے چاہیں جتنا چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

حدیث نمبر 35

غلاموں کو قبائیں دے رہا ہے

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ. رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَقْبِيَةً. وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا. فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ. فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي. قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا. فَقَالَ " خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ ". قَالَ فَنَظَرَ اِلَيْهِ. فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ.

ترجمہ! حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبائیں تقسیم فرمائیں اور ان میں سے مخرمہ کو کچھ نہ دیا۔ مخرمہ نے کہا اے بیٹے! ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں چلو میں ان کے

ساتھ گیا تو مخرمہ نے مجھے فرمایا اندر جاؤ میرے لئے حضور علیہ السلام کو بلاؤ۔ مسور کہتے ہیں! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا تو آپ تشریف لائے اور آپ کے پاس ایک قبا تھی آپ نے فرمایا یہ ہم نے تیرے لئے چھپا رکھی تھی مسور فرماتے ہیں مخرمہ نے اس قباء کو دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا مخرمہ خوش ہے؟

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۱۰۹۶ حدیث نمبر ۲۴۰۹ کتاب الھبہ)

فائدہ:۔ سبحان اللہ! اس حدیث سے پتہ چلا میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہر غلام کا خیال رکھتے ہیں تبھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یہ تمہارے لئے چھپا رکھی تھی اور پھر عطا کر کے فرمایا کہ تو خوش ہے؟ سبحان اللہ! یہ ہیں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو غلاموں کا کس قدر خیال رکھتے ہیں۔ سبحان اللہ!

قربان میں اُن کی بخشش کے مقصد بھی زباں پر آیا نہیں
بن مانگے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سمایا نہیں

حدیث نمبر 36

عطا پر عطا

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَهْدٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَاءَ

ترجمہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک دھاری دار جوڑا عطا فرمایا۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۱۱۰۳ حدیث نمبر ۲۴۲۲ کتاب الھبہ)

فائدہ:۔ معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں کو کپڑے بھی عطا فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 37

دیکھو اُن کی عطا

عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ اَنْ يُشْوٰى. وَايْمُ اللهِ مَا فِي الثَّلَاثِيْنَ وَالْمِائَةِ اِلَّا قَدْ حَزَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَهٗ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا. اِنْ كَانَ شَاهِدًا اَعْطَاهَا اِيَّاهُ. وَاِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَاَ لَهٗ. فَجَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ. فَاَكَلُوْا اَجْمَعُوْنَ. وَشَبِعْنَا فَفَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ.

ترجمہ! حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری خریدی) اور اس کا کلیجہ بھوننے کا حکم دیا۔ (عبدالرحمٰن کہتے ہیں) اللہ کی قسم

ایک سو تیس آدمیوں میں سے ہر ایک کے لئے اس کلیجی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ٹکڑا کاٹا جو موجود تھا اسے عطا فرمایا اور جو غائب تھا اس کے لئے علیحدہ رکھ لیا پھر اس بکری کو دو تھالوں میں رکھا سب نے اسے کھایا ہم سب سیر ہو گئے اور تھالوں میں کھانا بچ گیا۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۱۱۰۴ حدیث نمبر ۲۴۲۵ کتاب الھبہ)

فائدہ:۔

یہ ہے میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطائے بے مثل کہ جو حاضر ہے اسے بھی عطا کر رہے ہیں اور جو غیر حاضر ہے ان کے لئے بھی سنبھال کر رکھ رہے ہیں تو جو آقا علیہ السلام ایک بکری کے کلیجے سے ایک سو تیس ۱۳۰ آدمیوں کو کھلا سکتے ہیں اور پھر بھی کھانا بچ جائے تو وہی آقا اپنے وصالِ ظاہری کے بعد اپنے تمام عاشقوں اور غلاموں کو بھی عطا فرما سکتے ہیں۔

حدیث نمبر 38

اُن کو دوں

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ . وَمَرْوَانَ قَالاَ قَالَ: وَالَّذِي

نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا.

ترجمہ! حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما اور مروان سے مروی ہے کہتے ہیں! (مقام حدیبیہ پر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے وہ (کافر) مجھ سے کسی ایسے فیصلے کا سوال کریں گے جس میں وہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کریں گے تو وہ میں انہیں عطا کر دوں گا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۵۱ حدیث نمبر ۲۵۲۹ کتاب الشروط)

فائدہ:۔

اس روایت سے حضور علیہ السلام کے اختیارات کا ثبوت ملتا ہے کہ اس روایت میں بھی عطا کرنے کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی طرف فرما رہے ہیں گویا غلاموں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ نے مجھے اختیارات عطا فرما کر بھیجا ہے۔

حدیث نمبر 39

• إِلَّا عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: يَا

رَسُولَ اللهِ. يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كِتَابِهِ وَاِنَّ
اَحَبَّ اَمْوَالِي اِلَيَّ بَيْرُحَاءَ. قَالَ: وَكَانَتْ حَدِيقَةً كَانَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ "يَدْخُلُهَا
وَيَسْتَظِلُّ بِهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا فَهِيَ اِلَى اللهِ
عَزَّوَجَلَّ. وَاِلَى رَسُولِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ
اَرْجُو بِرَّهٗ وَذُخْرَهٗ فَضَعْهَا اَيْ رَسُولَ اللهِ حَيْثُ اَرَاكَ
اللهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: بَخٍ
يَا اَبَا طَلْحَةَ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَبِلْنَاهُ مِنْكَ وَرَدَدْنَاهُ
عَلَيْكَ. فَاجْعَلْهُ فِي الْاَقْرَبِيْنَ. فَتَصَدَّقَ بِهٖ

ترجمہ! حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں
حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ
میں حاضر ہوئے عرض کی یارسول اللہ! میرا محبوب مال بیرحاء ہے یہ
ایک باغ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں تشریف لے
جاتے تھے اور سایہ حاصل کرتے تھے اور اس کا پانی نوش فرماتے (ابو
طلحہ نے کہا) یہ باغ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
بارگاہ میں پیش کرتا ہوں اور اس کی نیکی اور اس کے ذخیرہ ہونے کی
اُمید کرتا ہوں یارسول اللہ! آپ جہاں چاہیں اس کو خرچ
فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شاباش اے ابو

طلحہ یہ نفع بخش مال ہے ہم نے یہ تیری طرف سے قبول کیا اور پھر ہم
تجھے لوٹاتے ہیں تو اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کردے۔
(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۷۰ حدیث نمبر ۲۵۵۲ کتاب الوصایا)

فائدہ:۔

یہ بھی حدیث پاک کا ایک جزو ہے۔

فائدہ نمبر ۲:۔

قربان جائیں آقا علیہ السلام کی عظمت پر کہ آقا علیہ السلام کا
اختیار تو دیکھو فرمایا! ابوطلحہ ہم نے قبول کیا اور پھر تجھے دیا اور یہاں پر
اللہ رب العزت سے پوچھنے کی بھی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ اللہ نے
اپنے محبوب کو اختیارات عطا فرمائے ہیں۔

حدیث نمبر 40

تمام لوگوں سے زیادہ سخی

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ
وَاَجْوَدَ النَّاسِ.

ترجمہ! حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ حسین اور تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۹۹ حدیث نمبر ۲۶۰۸ کتاب الجہاد)

حدیث نمبر 41

سزا نہ دی

أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ. فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ. فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ. فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ وَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ. وَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونَا. وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: "إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا" فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي. فَقُلْتُ: "اللهُ

ثَلَاثًا" وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ.

ترجمہ! حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف، ایک جنگ میں شرکت کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لوٹے، ایک بہت زیادہ کیکر کے درختوں والی وادی میں انہیں قیلولہ کا وقت ہو گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اترے اور لوگ درختوں کا سایہ حاصل کرنے کے لئے جدا جدا ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایک درخت کے نیچے اترے اور اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا دی ہم سو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بلایا جب کہ آپ کے پاس ایک اعرابی تھا۔ آپ نے فرمایا (اے صحابہ) اس نے مجھ پر تلوار سونتی تھی جبکہ میں سویا ہوا تھا میں اٹھا تو یہ تلوار اپنے ہاتھ میں سونتے ہوئے تھا اور کہا تجھے مجھ سے کون بچائے گا۔ میں نے کہا! اللہ تین مرتبہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کوئی سزا نہ دی اور وہ بیٹھ گیا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۱۳۱ حدیث نمبر ۲۶۹۴ کتاب الجہاد)

فائدہ:۔ اس حدیث پاک سے بھی اہلسنت کا عقیدہ واضح ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کو اختیار ہے کہ جس وقت چاہیں جو چاہیں جب چاہیں جتنا چاہیں عطا کر سکتے ہیں جیسا کہ اس

حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام چاہتے تو اس (مشرک) اعرابی کو قتل بھی کر سکتے تھے مگر حضور علیہ السلام کی عطا کہ آپ نے اسے معاف کر دیا۔

حدیث نمبر 42

حضرت زبیر کی خصوصیت

اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ "رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِيْ قَمِيْصٍ مِنْ حَرِيْرٍ

ترجمہ! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام کو ریشم پہننے کی رخصت عطا فرمائی۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۱۳۵ حدیث نمبر ۲۷۰۵ کتاب الجہاد)

فائدہ:۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ حدیث بھی اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلالت کرتی ہے کہ ریشم مردوں کو منع ہے مگر حضور علیہ السلام کے اختیارات دیکھیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام دونوں کو ریشم پہننے کی رخصت عطا فرمائی اور یہی تو اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسے چاہیں جس چیز کی چاہیں رخصت عطا فرما دیں جیسا کہ اس حدیث پاک میں گزرا۔

حدیث نمبر 43

خزانوں کی چابیاں

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ"

ترجمہ! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں سویا ہوا تھا تو مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھی گئیں۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۱۵۸ حدیث نمبر ۲۷۵۵ کتاب الجہاد)

فائدہ:۔ سبحان اللہ اس حدیث سے بھی اہلسنت کے عقیدے کی تائید ہوتی ہے ہو سکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ جی یہ تو خواب کی بات ہے اور خوابوں کا اعتبار نہیں تو عرض یہ ہے کہ میرے اور آپ کے خوابوں کا اعتبار نہیں مگر اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی الٰہی ہوتے ہیں لہٰذا اس حدیث کو اس لئے رد کرنا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا خواب ہے یہ بہت بڑی بے وقوفی اور کم علمی کی دلیل ہے۔

حدیث نمبر 44

حضرت عثمان بھی بدری ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ".

ترجمہ! حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے کیونکہ ان کے عقد نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی تھی اور وہ مریضہ تھیں (حضرت عثمان ان کی دیکھ بھال میں مصروف تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (حضرت عثمان کو) تیرے لئے اس شخص کا اجر ہے جو جنگ بدر میں شریک ہوگا اور اس کے برابر تیرا حصہ ہے (مال غنیمت میں)

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۲۳ حدیث نمبر ۲۸۹۸ کتاب فرض الخمس)

فائدہ:۔ اس روایت میں بھی حضور علیہ السلام کی شان اور

اختیارات کا اظہار ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بدر میں شریک نہیں ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ تجھے ثواب اتنا ہی ملے گا جتنا بدر والوں کو ملے گا اور تجھے مال غنیمت میں سے تیرا حصہ بھی تجھے دیا جائے گا اگرچہ تو بدر میں شریک نہیں ہوگا مگر اجر تجھے ان کے برابر ہی ملے گا۔ سبحان اللہ

حدیث نمبر 45

انعامات عطا کیے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: "بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرًا فَكَانَتْ سِهَامُهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا. أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا. وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا".

ترجمہ! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اس میں حضرت عبداللہ بن عمر بھی تھے انہوں نے بہت سے اونٹ مال غنیمت میں حاصل کئے ان کے حصے میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ انہیں بطور انعام دیا گیا تھا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۲۶ حدیث نمبر ۲۹۰۱ کتاب فرض الخمس)

فائدہ:۔

معلوم ہوا میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو چاہیں جسے چاہیں جتنا چاہیں جب چاہیں عطا کر سکتے ہیں بحمد اللہ تعالیٰ اس حدیث سے بھی اہلسنت کی حقانیت واضح ہوئی۔

حدیث نمبر 46

لونڈیوں کو آزاد کردیا

عَنْ نَافِعٍ "وَأَصَابَ عُمَرُ جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَبْيِ حُنَيْنٍ فَوَضَعَهُمَا فِي بَعْضِ بُيُوتِ مَكَّةَ. قَالَ: فَمَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَبْيِ حُنَيْنٍ فَجَعَلُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ. فَقَالَ عُمَرُ: يَا عَبْدَ اللهِ انْظُرْ مَا هَذَا. فَقَالَ: مَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّبْيِ. قَالَ: اذْهَبْ فَأَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ.

ترجمہ! نافع سے مروی ہے کہتے ہیں حنین کے قیدیوں سے حضرت عمر کو دو لونڈیاں ملی تھیں وہ انہوں نے مکہ میں اپنے گھروں میں رکھی ہوئی تھیں۔ راوی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حنین کے قیدیوں پر احسان فرمایا تو وہ گلیوں میں دوڑ رہے تھے، حضرت عمر نے اپنے بیٹے سے کہا اے عبداللہ! دیکھ یہ کیا

ہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیدیوں پر احسان کر کے چھوڑ دیا ہے، حضرت عمر نے کہا جاؤ اور ان دونوں لونڈیوں کو آزاد کردو۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۳۲ حدیث نمبر ۲۹۱۱ کتاب فرض الخمس)

حدیث نمبر 47

اہلِ قریش پر عطا

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي أُعْطِي قُرَيْشًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں قریش کو دیتا ہوں۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۳۳ کتاب فرض الخمس)

فائدہ:۔ پوری حدیث یوں ہے کہ میں قریش کو دیتا ہوں تاکہ ان کی الفت حاصل کروں کیونکہ ان کا زمانہ جاہلیت کے قریب ہے لہٰذا اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار ہے جسے چاہیں جو چاہیں جتنا چاہیں جب چاہیں عطا کر سکتے ہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔

حدیث نمبر 48

نجرانی چادر عطا فرمائی

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ جَبْذَةً شَدِيدَةً حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَّرَتْ بِهِ حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ: "مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ".

ترجمہ! حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موٹے حاشیے والی نجرانی چادر اوڑھی تھی آپ کو ایک اعرابی ملا (دیہاتی) اس نے آپ کی چادر کو پکڑ کر (غلطی سے) اتنے زور سے کھینچا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن پر اس کے کھینچنے کی وجہ سے اس چادر کی حاشیہ کے نشان دیکھے پھر اس اعرابی نے کہا میرے لئے اللہ کے مال سے دینے کا حکم دیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرا دیئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے عطا کرنے کا حکم دیا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۳۴ حدیث نمبر ۲۹۱۶)

فائدہ:۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث نمبر 49

عطا ہی عطا

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: "لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ وَأَعْطَى أُنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ فَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ.

ترجمہ! حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حنین کا دن تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقسیم

میں کچھ لوگوں کو ترجیح دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقرع بن حابس کو ۱۰۰ اونٹ عطا فرمائے اور عیینہ کو بھی اس کی مثل عطا فرمائے عرب کے بڑے بڑے لوگوں کو عطا فرمایا اور انہیں اس دن تقسیم میں ترجیح دی۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۳۴ حدیث نمبر ۲۹۱۷ کتاب فرض الخمس)

حدیث نمبر 50

زمین عطا فرما دی

عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ أَرْضًا مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ".

ترجمہ! ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نضیر کے اموال میں سے حضرت زبیر کو زمین عطا فرمائی تھی۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۳۵ حدیث نمبر ۲۹۱۸ کتاب فرض الخمس)

حدیث نمبر 51

جو چاہیں کریں

سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، فَقَالَ: حَرَّمَهَا أَلْبَتَّةَ".

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر سے (گدھے کے متعلق پوچھا) تو انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطعی طور پر گدھوں کو حرام قرار دیا تھا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۳۶ حدیث نمبر ۲۹۲۲ کتاب فرض الخمس)

فائدہ:۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے مختار کل بنایا ہے جسے چاہیں جو چاہیں جب چاہیں جتنا چاہیں عطا فرما سکتے ہیں، سبحان اللہ۔

حدیث نمبر 52

آقا کا اختیار

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ، فَقَالَ: أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ يَجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ، وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم مسجد میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے اور فرمایا! یہود کی طرف چلو ہم نکل پڑے حتیٰ کہ ہم ان کے مدرسے میں پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اسلام قبول کرو محفوظ رہو گے، جان لو! زمین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے میں تمہیں اس زمین سے جلا وطن کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں جو تم میں سے اپنا مال پائے وہ اسے بیچ ڈالے ورنہ جان لو! زمین اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۴۲ حدیث نمبر ۲۹۳۱ کتاب الجزیہ)

فائدہ:۔ بحمد اللہ تعالیٰ اس روایت سے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اختیار ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مالک کونین بنایا ہے تبھی تو فرمایا جان لو زمین اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے۔

حدیث نمبر 53

جو چاہو مانگ لو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ. قَالَ سَلَانِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! میرے مال سے جو چاہو مانگ لو۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۳۹۸ حدیث نمبر ۳۲۶۴ کتاب المناقب)

فائدہ:۔ یہ حدیث کا جزو ہے جس سے پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اختیارات بھی ہیں اور آپ عطا بھی فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 54

سب نے وضو کیا

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: "أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ. قَالَ قَتَادَةُ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَلَاثَ مِائَةٍ أَوْ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ".

ترجمہ! حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا جبکہ آپ زوراء کے مقام

پر تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھا تو
انگلیوں سے چشمے پھوٹ پڑے، لوگوں نے وضو کیا حضرت قتادہ
فرماتے ہیں میں نے حضرت انس سے پوچھا تم کتنی تعداد میں تھے
انہوں نے فرمایا تین سو تھے یا تین سو کے قریب تھے۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۴۱۱ حدیث نمبر ۳۳۰۷ کتاب المناقب)

فائدہ:۔ یہی حدیث اس کتاب میں پیچھے نمبر ۱۵ کے تحت
گزر چکی ہے مگر وہاں ۷۰ سے ۸۰ آدمیوں کا وضو کرنا مذکور ہے اور
جبکہ یہاں تین سو کے قریب مذکور ہوا۔

حدیث نمبر 55

پندرہ سو پر عطائے رسول

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. قَالَ:
"عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ. فَجَهِشَ النَّاسُ
نَحْوَهُ. فَقَالَ: مَا لَكُمْ. قَالُوا: لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ
وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرِّكْوَةِ
فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ
فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا. قُلْتُ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: لَوْ كُنَّا
مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً".

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
فرماتے ہیں لوگ حدیبیہ کے روز پیاسے ہوئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے آگے ایک چمڑے کا برتن رکھا تھا آپ نے وضو فرمایا
۔لوگوں نے پانی کو لینے کے لئے جلدی کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہمارے پاس وضو
کرنے اور پینے کے لئے سوائے آپ کے سامنے والے پانی کے اور
کوئی پانی نہیں ہے۔پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس
برتن میں رکھ دیا پانی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی مثل نکلنے لگا
ہم نے پانی پیا اور وضو کیا۔ میں نے پوچھا تم کتنے تھے حضرت جابر
نے فرمایا! اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہوتا لیکن ہم پندرہ سو
تھے۔(سبحان اللہ)

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۴۱۲ حدیث نمبر ۳۳۱۱ کتاب المناقب)

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حدیث نمبر 56

مالکِ کون ومکاں

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ . أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ خَزَائِنَ مَفَاتِيحِ الْأَرْضِ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۴۲۱ حدیث نمبر ۳۳۲۹ کتاب المناقب)

فائدہ: اس حدیث پاک سے بھی اہلسنت وجماعت کے عقیدے کی ترجمانی ہوتی ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور ظاہری بات ہے جس کے پاس چابیاں ہوں وہ عطا بھی کرسکتا ہے اور چونکہ اس میں وقت کا تعین نہیں کہ یہ چابیاں کب تک ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ چابیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قیامت تک ہیں اور حضور قیامت تک لوگوں کو عطا کرتے رہیں گے اب اگر کوئی یوں کہے کہ یا اللہ مجھے عطا فرما تو اللہ اپنے محبوب کو فرمائے گا اے محبوب! آپ فلاں کو عطا فرمائیں کیونکہ میں نے خزانوں کی چابیاں بھی آپ کو دیں ہیں اور تجھے قاسم یعنی تقسیم کرنے والا بھی بنایا ہے اور اسی سے بدمذہبوں کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے کہ جو کہتے ہیں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں عطا کرسکتا لہٰذا مذکورہ حدیث عقیدہ اہلسنت پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جسے

چابیاں دی جاتی ہیں اسے اختیار بھی دے دیا جاتا ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختار کل بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ (واللہ ورسولہ اعلم)

حدیث نمبر 57

گواہ بن جاؤ

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ شِقَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اشْهَدُوا".

ترجمہ! حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہوا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گواہ بن جاؤ۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۴۳۷ حدیث نمبر ۳۳۶۴ کتاب المناقب)

فائدہ:۔ قارئین کرام! چاند دو ٹکڑے کرنے کی کیفیت اگرچہ بخاری شریف میں نہیں مگر بخاری شریف سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کیا ہے اور اس کی کیفیت دیگر محدثین نے بیان کی ہے جیسے کہ حضرت الشیخ محمد الواعظ الرہاوی

رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "جامع المعجزات" جو کہ ۱۰۸۴ھ میں لکھی گئی ہے اس کے اندر چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی کیفیت کو بیان کرتے ہیں!

چاند دو ٹکڑے ہو گیا

"ایک رات ابوجہل لعین یہودیوں کے ایک بہت بڑے راہب کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اس وقت آپ مسجد حرام میں تشریف رکھتے تھے۔ ابوجہل تلوار لہراتے ہوئے بولا تم سے پہلے انبیاء معجزات دکھاتے رہے ہیں تم بھی کوئی معجزہ دکھاؤ تو حرمت لات ومنات کی قسم تم پر ایمان لے آؤں گا۔ بصورت دیگر اس تلوار سے تمہارا سر قلم کردوں گا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اگر معبود برحق کی قسم کھا کر کہوں تو یقین نہ کرو گے۔ رہی بات میرا سر قلم کرنے کی تو یاد رکھو میری حفاظت کا ذمہ خدا نے خود لے رکھا ہے (اگر) تم معجزہ اور نشانی دیکھنے پر ایمان لے آؤ تو میں معجزہ دکھانے کے لئے تیار ہوں۔ بتاؤ کونسا معجزہ دیکھنا پسند کرو گے۔ ابوجہل سوچ میں پڑ گیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کون سا معجزہ طلب کروں۔ جس سے وہ عاجز رہ جائیں۔ یہودی راہب نے ابوجہل سے کہا محمد محض ایک جادوگر ہے (معاذ اللہ) جادو کا اثر زمین

پر ہوتا ہے آسمان پر نہیں۔ محمد سے کوئی آسمانی معجزہ طلب کرو۔ یہودی کی بات سنتے ہی ابوجہل نے حضور سے کہا چاند کو توڑ کر دکھاؤ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگشت شہادت (شہادت والی انگلی سے) چاند کو اشارہ فرمایا تو امر ربی سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ نصف چاند اپنی جگہ پر رہا اور دوسرا نصف دور ہوتا چلا گیا یہ دیکھتے ہی ابوجہل بولا چاند سے اب کہو کہ وہ پھر سالم ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت شہادت سے پھر اشارہ فرمایا تو چاند پہلی حالت پر آ گیا۔ یہودی راہب نے یہ معجزہ دیکھا تو کلمہ پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آیا لیکن ابوجہل نے اپنے دوستوں سے کہا کہ شہر کے چاروں طرف قاصد بھیج کر معلوم کرو اگر انہوں نے بھی شق القمر کا مشاہدہ کیا ہے تو یہ معجزہ ہے ورنہ جادو قاصد روانہ کیے گئے وہ جہاں بھی پہنچے لوگوں نے شق القمر کی گواہی دی قاصدوں نے ابوجہل کو بتایا، ابوجہل پھر بھی ایمان نہ لایا۔

(جامع المعجزات مترجم صفحہ ۱۸۵ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

بخاری سے ثبوت

اس واقعہ کی تصدیق بخاری کی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ: "أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بتایا کہ اہلِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ انہیں اپنی نبوت کی کوئی نشانی دکھائیں پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چاند کا ٹوٹنا دکھایا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۴۳۷ حدیث نمبر ۳۳۶۵ کتاب المناقب)

قاضی عیاض نے لکھا

اسی طرح قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ یوں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ مکہ میں ہوا اس پر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ زیادہ صحیح ہے اور پھر ایک روایت حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کرتے ہیں۔

(کہ جب چاند کے دو ٹکڑے ہوئے) تب ابو جہل کہنے لگا یہ جادو ہے تم باہر کے لوگوں کی طرف قاصد بھیجو تا کہ (ہم) دیکھیں کہ انہوں نے یہ دیکھا ہے کہ نہیں؟

تو باہر والوں نے خبر دی کہ انہوں نے چاند ٹکڑے ہوتے

دیکھا ہے تو اُس وقت کفار نے کہا یہ ہمیشہ کا جادو ہے۔

(شفا شریف مترجم حصہ اول صفحہ ۲۱۳)

سیوطی بھی لکھتے ہیں

اور اسی طرح امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم بہ عہدِ رسالت مکہ میں تھے کافروں نے کہا کہ ہم پر حضور نے جادو کیا ہے۔

(الخصائص الکبریٰ شریف مترجم حصہ اول صفحہ ۲۳۱)

آسمان پر حکومت

قارئین کرام! ان حوالہ جات سے جہاں شق القمر کی کیفیت معلوم ہوتی ہے وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت صرف فرش پر ہی نہیں بلکہ اگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند کو اشارہ کریں تو وہ بھی دو ٹکڑے ہو جاتا ہے اور اس سے بھی اختیاراتِ مصطفیٰ کا پتہ چلتا ہے۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری اُنگلی اُٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت امام اہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان عبد المصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہ۔

حدیث نمبر 58

جنت عطا کردی

أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ لَأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ. فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا ؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ. فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ ذَهَبْتُ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ. فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ". فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ: لِأَبِي بَكْرٍ ادْخُلْ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ. فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فِي الْقُفِّ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ. ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي. فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يُرِيدُ أَخَاهُ يَأْتِ بِهِ فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ

الْبَابَ. فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا ؟ فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ. فَقُلْتُ: هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ. فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ". فَجِئْتُ فَقُلْتُ: ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ. فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ. فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ فَجَاءَ إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ. فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا ؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھا اور کہا) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آج دربان ہوں گا۔ حضرت ابوبکر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا ابوبکر میں نے کہا ٹھہر جاؤ پھر میں گیا اور عرض کی یارسول اللہ! یہ ابوبکر حاضری کی

اجازت چاہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے اجازت دو اور اسے جنت کی بشارت بھی دے دو۔ میں آیا حتیٰ کہ ابو بکر سے میں نے کہا اندر داخل ہو جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں جانب کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے اور اپنی ٹانگیں کنویں میں لٹکالیں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہوا تھا اور اپنی پنڈلیاں ننگی کر دیں۔ پھر میں واپس آیا اور بیٹھ گیا میں اپنے بھائی کو وضو کرتے ہوئے چھوڑ آیا تھا اور اس نے مجھے ملنا تھا میں نے دل میں کہا اگر اللہ فلاں کی خیر کا ارادہ فرمالے ان کی مراد ان کا بھائی تھا کہ اللہ اسے لے آئے پھر کسی انسان نے دروازے کو حرکت دی میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا عمر بن خطاب۔

میں نے کہا ٹھہر جاؤ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا سلام عرض کیا اور کہا عمر بن خطاب حاضری کا اذن چاہتا ہے۔

آپ نے فرمایا! اسے اجازت دو اور اسے جنت کی بشارت دو۔ میں آیا اور کہا اندر داخل ہو جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جنت کی بشارت دی ہے عمر داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کنویں کے کنارے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور کنویں میں اپنی ٹانگیں لٹکالیں۔ پھر میں واپس آ کر بیٹھ گیا میں دل میں سوچ رہا تھا۔ اللہ فلاں کے

ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا اور اسے لے آتا پھر کسی انسان نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا عثمان بن عفان۔ میں نے کہا ٹھہر جاؤ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عثمان کے بارے میں بتایا آپ نے فرمایا اسے ندر آنے کی اجازت دو اور اسے جنت کی بشارت دو۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۴۵۰ حدیث نمبر ۳۳۹۸ کتاب المناقب)

یہ حدیث شریف کا ایک جزو ہے۔

ہمارا عقیدہ

اس حدیث پاک سے بھی الحمد للہ اہلسنت وجماعت کے عقیدے کی حقانیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کا ذکر ہے اور یہ پتہ چلتا ہے کہ حضور علیہ السلام جب چاہیں جسے چاہیں جنت کی بشارت عطا کر سکتے ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اب اگر کوئی اس طرح کی حدیثیں پڑھ پڑھ کر بھی کہے کہ حضور علیہ السلام تو اپنی جان تک کا اختیار نہیں رکھتے باقی چیزوں پر آپ کا اختیار کیسے ہو سکتا ہے تو ایسے مولویوں کے لئے ہی قبلہ استاذی وسندی وشیخی ومولائی استاذ العلماء شیخ الحدیث محمد سعید قمر سیالوی صاحب حفظہ اللہ دامت برکاتہم العالیہ والقدسیہ فرماتے تھے

کہ ہدایت ان کے مقدر میں نہیں تبھی تو قرآن اور حدیث پڑھ کر بھی خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں بلکہ مزید یوں فرماتے تھے۔

کہ ہدایت اللہ رب العزت کے فضل سے ملتی ہے اور کبھی بھی ہدایت دلائل سے نہیں ملتی کیونکہ اگر ہدایت دلائل سے ملتی تو جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے تھے چاہیے تو یہ تھا کہ ابوجہل و ابولہب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجاتے مگر افسوس کہ اس قدر کھلی نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی وہ حضرات مسلمان نہ ہوئے تو جنہوں نے دیکھ کر نہ مانا، آج انہیں کی ذریت کتابوں میں پڑھ کر کیسے مان لے یہ سب اس لئے کہ ہدایت صرف اور صرف اللہ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

حدیث نمبر 59

حضرت خدیجہ سے محبت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا. قَالَتْ وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں اگر حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری ذبح کرتے تو اس میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو اتنا گوشت بھیجتے جو ان کے لئے کافی ہوتا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۵۰۵ حدیث نمبر ۳۵۴۲ کتاب المناقب)

فائدہ:۔ سبحان اللہ! اس حدیث پاک سے جہاں حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی شان وعظمت کا اظہار ہوتا ہے وہاں پر یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں اپنے چاہنے والوں کو نوازتے ہیں وہیں پر ہی اپنے چاہنے والوں کے دوست احباب پر بھی کرم فرماتے ہیں اور انہیں بھی نوازتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں گزرا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں پر حضرت خدیجہ کی وجہ سے لطف وکرم فرمایا کرتے تھے۔

حدیث نمبر 60

منع فرمادیا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: "كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُونَ لُحُومَ الْجَزُورِ إِلَى حَبَلِ الْحَبَلَةِ. قَالَ: وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلَ الَّتِي نُتِجَتْ. فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ".

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت کے لوگ اونٹ کے گوشت کی بیع حبل الجبلہ تک کی مدت پر کرتے تھے، حضرت ابن عمر نے کہا حبل الحبلہ کا مطلب یہ ہے کہ اونٹنی کے پیٹ میں جو ہے وہ اسے جنم دے پھر وہ پیدا ہونے والی اونٹنی حاملہ ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۵۱۴ حدیث نمبر ۳۵۵۵ کتاب المناقب)

فائدہ:۔ اس حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیارات عطا فرمائے ہیں محبوب جس سے چاہیں منع کردیں اور جس کی چاہیں اجازت دے دیں۔

حدیث نمبر 61

ابوعبیدہ پر عطائے محبوب

أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ. فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ. فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوا لَهُ. فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُمْ. ثُمَّ قَالَ: "أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ". قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: "فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ.

حضرت عمر بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کی تھی اور ان پر امیر حضرت علاء بن حضرمی کو بنایا تھا ابوعبیدہ مال لے کر بحرین سے آئے تو انصار نے ابوعبیدہ کی آمد کی خبر سُن لی۔ وہ تمام صبح کی نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکرا دیئے پھر فرمایا میرا خیال ہے تم نے سُن لیا ہے کہ ابوعبیدہ کچھ لے کر آئے ہیں۔

انہوں نے کہا! ہاں یارسول اللہ۔ آپ نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خوش ہوجاؤ اور اُمید رکھو اس بات کی جو تمہیں پسند ہوگی (یعنی تمہیں وہ دیا جائے گا جس کی تمہیں چاہت ہے مصنف)

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۵۹۱ حدیث نمبر ۳۷۱۲ کتاب المغازی)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں کی طلب دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور غلاموں کو عطا فرما کر بھی خوش ہوتے ہیں۔

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

حدیث نمبر 62

متعہ سے ممانعت

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ".

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے متعہ سے اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۶۸۰ حدیث نمبر ۳۸۹۴ کتاب المغازی)

فائدہ:۔ اس حدیث پاک سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کی دلیل ملتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا اور یہی اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم جس چیز سے چاہیں منع کر دیں اور جس چیز کا چاہیں حکم دے دیں۔

حدیث نمبر 63

جسے چاہیں عطا فرمائیں

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْكَ، فَقَالَ: "إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ". قَالَ جُبَيْرٌ: وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، وَبَنِي نَوْفَلٍ شَيْئًا".

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم نے انہیں بتایا کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کی حضور آپ نے بنی مطلب کو خیبر کے خمس سے عطا فرمایا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے حالانکہ آپ سے ہمارا ایک جیسا تعلق ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بنی ہاشم اور بنی مطلب ایک شے ہیں جبیر نے کہا! نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کے لئے کوئی چیز تقسیم نہ فرمائی۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۶۸۲ حدیث نمبر ۳۹۰۴ کتاب المغازی)

فائدہ:۔ اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیارات عطا فرمائے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسے چاہیں عطا فرما دیں اور جسے چاہیں نہ دیں۔ جیسا کہ اس حدیث شریف میں گزرا۔

حدیث نمبر 64

اختیاراتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح مکہ کے سال یہ فرماتے سنا جب کہ آپ مکہ میں ہی موجود تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی بیع کو حرام کیا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۷۰۶ حدیث نمبر ۳۹۵۸ کتاب المغازی)

فائدہ:۔ اس حدیث پاک سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات ثابت ہوتے ہیں کیونکہ اس میں شراب کو حرام کرنے کی نسبت اللہ رب العزت کے ساتھ ساتھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھی ہے تو پس معلوم ہوا کہ اللہ نے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیارات عطا فرمائے ہیں اور اس مذکورہ روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ اللہ اور اس کا رسول جانے، اللہ اور اس کے رسول کی رضا، اللہ اور اس کے رسول کا فضل یہ جائز ہے جیسا کہ اس روایت میں گزرا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب کو حرام کیا۔

حدیث نمبر 65

پانی عطا فرمادیا

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَلَا تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي فَقَالَ لَهُ: "أَبْشِرْ". فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ. فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ

فَقَالَ: رَدَّ الْبُشْرَى، فَاقْبَلَا أَنْتُمَا. قَالَا: قَبِلْنَا. ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ، وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: "اشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا، وَأَبْشِرَا". فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا. فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا. فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً.

حضرت ابوموسیٰ سے مروی ہے فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا جبکہ آپ مکہ اور مدینہ کے درمیان جعرانہ میں اترے ہوئے تھے آپ کے ساتھ حضرت بلال بھی تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک اعرابی آیا اور کہا کیا آپ وہ وعدہ پورا نہیں فرمائیں گے جو آپ نے مجھ سے کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خوش ہوجا۔ اس اعرابی نے کہا آپ مجھے اکثر خوش ہوجا فرماتے رہتے ہیں، (عطا تو کچھ نہیں فرماتے)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوموسیٰ اور بلال کی طرف متوجہ ہوئے جیسے غصہ والا شخص ہوتا ہے فرمایا اس نے (باطنی) بشارت کو رد کردیا تم دونوں قبول کرو۔ ان دونوں (ابوموسیٰ اور بلال) نے کہا ہم نے قبول کیا۔

آپ نے ایک پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا آپ نے اپنا ہاتھ

اور چہرہ اس میں دھویا اور اس میں کلی کی پھر فرمایا اس پانی سے پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر انڈیل لو اور تم خوش ہو جاؤ پھر ان دونوں نے پیالہ پکڑا اور اسی طرح کیا (جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا) ام سلمہ نے پردے کے پیچھے سے آواز دی کہ اپنی ماں کے لئے بھی پانی بچاؤ، پس کچھ پانی انہوں نے ام سلمہ کے لئے بچالیا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۷۱۸ حدیث نمبر ۳۹۸۳ کتاب المغازی)

فائدہ:۔ اس سے بھی حضور علیہ السلام کے اختیارات ثابت ہوتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جسے چاہیں ظاہری فیض عطا فرمادیں اور جسے چاہیں باطنی فیض عطا فرمادیں جیسا کہ اس روایت میں گزرا اور پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت کو رد کرنے والا بد بخت ہے اور اپنے لئے محرومیت کا سبب ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام کے عطا کرنے کو یہ کہہ کر نہ ماننا کہ جی نظر تو آتی نہیں حضور کی شان قاسمیت کے انکار کے مترادف ہے۔

حدیث نمبر 66

حنین میں سخاوت

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ، قَالَ: لَمَّا أَفَاءَ اللهُ

عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ. وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا. فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ. فَخَطَبَهُمْ. فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ. أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللهُ بِي. وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللهُ بِي. وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللهُ بِي". كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا. قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ. قَالَ: "مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيبُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ"، قَالَ: كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا. قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ. قَالَ: "لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا. أَتَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ، لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا الْأَنْصَارُ شِعَارٌ. وَالنَّاسُ دِثَارٌ. إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً. فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ".

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم سے مروی ہے، فرمایا جب

اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حنین کی جنگ میں مال عطا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال کچھ ایسے لوگوں کو عطا فرمایا جن کی تالیف قلب مقصود تھی، آپ نے انصار کو اس مال میں سے کچھ نہ دیا گویا انصار کچھ ناراض سے ہوئے جب ان کو مال نہ ملا جو لوگوں کو ملا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا، فرمایا! انصار کے گروہ کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا؟ پھر اللہ نے تمہیں میرے وسیلے سے ہدایت بخشی تم جدا جدا تھے اللہ نے میرے وسیلے سے تمہیں جمع فرمایا، تم محتاج ونادار تھے، اللہ نے میرے واسطے سے تمہیں غنی فرما دیا۔

آپ نے جو بھی ارشاد فرمایا، صحابہ نے کہا کہ (جن لوگوں نے ناراضگی کا اظہار کیا تھا اصل میں وہ انصار کے نوجوان تھے نہ کہ سمجھدار صحابہ) اللہ اور اس کے رسول زیادہ احسان فرمانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم اللہ کے رسول کو جواب کیوں نہیں دیتے۔

راوی فرماتے ہیں! جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انصار نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ احسان فرمانے والے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم چاہو تو کہو (کہ

یارسول اللہ) آپ ہمارے پاس اس کیفیت میں آئے تھے (فرمایا) کیا تمہیں پسند نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں اور تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ گھروں میں لے کر جاؤ۔ اگر ہجرت تقدیر میں نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک فرد ہوتا اگر لوگ ایک وادی میں چلتے اور انصار دوسری وادی میں ۔ تو میں انصار کی وادی میں چلتا، انصار جسم سے لگا ہوا کپڑا ہیں اور لوگ اوپر والا کپڑا ہیں تم میرے بعد ترجیح دیکھو گے تو صبر کرنا حتیٰ کہ تم مجھے حوض پر آ کر ملو۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۷۱۹ حدیث نمبر ۳۹۸۵ کتاب المغازی)

فائدہ:۔ قارئین کرام! اس حدیث پاک سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان اور تصرفات کا پتہ چلتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ کیا تھا اور صحابہ کا بار بار یہ کہنا کہ اللہ رسول زیادہ احسان فرمانے والے ہیں اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صحابہ کرام بھی حضور علیہ السلام کو مختار مانتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ اللہ نے میرے واسطے سے تمہیں غنی کر دیا دراصل انما انا قاسم واللہ یعطی کی تفسیر ہے اور بحمدہ اللہ تعالیٰ اس حدیث پاک سے بھی اہلسنت کا عقیدہ روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر 67

سونا تقسیم کردیا

سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا. قَالَ: فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ، وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ، وَزَيْدِ الْخَيْلِ، وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ. قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً" قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ، نَاشِزُ الْجَبْهَةِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، مُشَمَّرُ الْإِزَارِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اتَّقِ اللهَ. قَالَ: "وَيْلَكَ، أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللهَ". قَالَ: ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ. قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: يَا رَسُولَ اللهِ. أَلَا أَضْرِبُ

عُنُقَهُ، قَالَ: "لَا. لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي". فَقَالَ خَالِدٌ: وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ، وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ". قَالَ: ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ، فَقَالَ: "إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ". وَأَظُنُّهُ قَالَ: "لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ".

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یمن سے بیری کے پتوں سے دباغت کئے ہوئے چمڑے میں تھوڑا سا سونا بھیجا جو ابھی مٹی سے علیحدہ نہیں کیا گیا تھا، راوی نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سونا چار شخصوں کے درمیان تقسیم کردیا۔ ۱۔عیینہ بن بدر ۲۔اقرع بن حابس۔ ۳۔زید الخیل اور چوتھا یا تو علقمہ تھا یا عامر بن طفیل تھا۔ آپ کے صحابہ میں سے کسی نے کہا ہم ان سے زیادہ اس سونے کے حق دار تھے۔ فرمایا یہ خبر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے

حالانکہ میں آسمان میں امین ہوں۔ صبح وشام میرے پاس آسمان کی خبر آتی ہے۔

راوی فرماتے ہیں! ایک شخص اُٹھا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، رخسار اُٹھے ہوئے تھے، پیشانی اُبھری ہوئی تھی داڑھی گھنی تھی سر منڈھا ہوا تھا ازار اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے کہا یارسول اللہ! اللہ سے ڈرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تجھ پر افسوس! کیا میں اہل زمین سے زیادہ حقدار نہیں کہ اللہ سے ڈروں؟

راوی فرماتے ہیں! پھر وہ شخص واپس چلا گیا تو خالد بن ولید نے کہا یارسول اللہ کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں شاید نمازی ہو۔

خالد نے کہا کتنے نمازی ہیں جو زبان سے کہتے ہیں وہ دل میں نہیں ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے لوگوں کے دلوں کے سوراخ کرنے اور ان کے پیٹ چاک کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

راوی فرماتے ہیں! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا جبکہ وہ واپس جا رہا تھا فرمایا اس کی نسل سے ایک قوم نکلے گی جو اللہ کی کتاب کو خوبصورت آواز میں با متواتر تلاوت

کریں گے وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ دین سے اس
طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے میرا خیال ہے
آپ نے فرمایا! اگر ان کو پالوں تو انہیں قوم ثمود کی طرح قتل
کردوں۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۷۲۹ حدیث نمبر ۴۰۰۴ کتاب المغازی)

فائدہ:۔ قارئین کرام! اس روایت میں جہاں حضور علیہ
السلام نے انما انا قاسم واللہ یعطی کی عملی تفسیر پیش کی وہاں پر یہ
بھی بتایا کہ میں آسمان میں امین ہوں اور اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ امین
وہ ہوتا ہے جس کے پاس امانت رکھی جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فرماتے ہیں کہ میں آسمانوں میں امین ہوں اس کا مطلب یہ بنا
کہ اللہ نے اپنے خزانے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں اور حضور کو ان پر امین بنایا ہے گویا محبوب
جسے چاہیں پوری دیانت داری سے عطا فرمادیں۔ کیونکہ حضور علیہ
السلام کو اختیارات عطا فرمائے گئے ہیں اور اس حدیث پاک سے یہ
بھی پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ قاسمیت میں شک و
شبہ کر کے اعتراض کرنا بے ادبی اور گستاخی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مختار ہیں جسے چاہیں جتنا چاہیں عطا کردیں اور اس حدیث
میں بے ادب اور گستاخ کی نشانیاں بھی بیان ہوئی ہیں کہ اس بے

ادب اور گستاخ کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں رُخسار اُٹھے ہوئے تھے
پیشانی ابھری ہوئی تھی داڑھی گھنی تھی سر منڈھا ہوا تھا ازار (تہبند)
اٹھائے ہوئے تھا۔

محترم ناظرین ذی احتشام! یہ ساری کی ساری نشانیاں آج
کے دور کے نام نہاد اہلحدیث اور دیوبندی حضرات میں پائی جاتی
ہیں کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو اور نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم (معاذ اللہ) مر کر مٹی میں مل گئے، نبی ولی کا ادب بڑے
بھائی جتنا کرنا چاہیے، نبی ولی ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں، نبی ولی
(معاذ اللہ) چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: ان حضرات کی گستاخیوں کے بارے میں مختصر مگر
جامع کلام ہماری کتاب ''شمشیر حسینی'' میں مطالعہ فرمائیں۔

لطیفہ

استاذی المکرم قبلہ شیخ الحدیث محمد سعید قمر سیالوی صاحب حفظہ
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں! میں ایک مرتبہ عمرہ کی سعادت کے لئے گیا تو
وہاں بہاولپور سے تعلق رکھنے والے دو آدمی میرے پاس آ کر بیٹھ
گئے اتنے میں ایک تیسرا آدمی جو کہ دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت سے
تعلق رکھتا تھا وہ میرے سامنے تبلیغی جماعت کی تعریفیں کرنے لگا (وہ

دیوبندی نہیں جانتا تھا کہ میرے سامنے مرکز اہلسنت کے شیخ الحدیث بیٹھے ہیں)۔

استاد صاحب فرماتے ہیں! جب اس نے اپنی گفتگو ختم کی تو میں نے وہ حدیث سنائی جس میں حضور علیہ السلام نے (اعتقادی) منافقوں کی نشانیاں بتائیں یعنی (یہی حدیث مبارکہ جو پیچھے ہم نے نقل کی)

وہ دیوبندی کہنے لگا! جی ہمیں کیا ضرورت ہے یہ نشانیاں تلاش کرنے کی۔

استاد صاحب فرماتے ہیں! میں نے کہا ضرورت کیوں نہیں آخر حضور علیہ السلام نے اُمت کو بچانے کے لئے ہی یہ نشانیاں بتائی ہیں بس پھر کیا تھا فبھت الذی کفر۔ وہ دیوبندی بھاگ گیا اور وہ جو دو آدمی بہاولپور کے تھے استاد صاحب کو دعائیں دینے لگے۔

آپ نے یہ واقعہ 02.11.2013 ہفتہ کے دن دوپہر 12:45 پر سنایا۔

حدیث نمبر 68

گستاخ محروم رہا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ

مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ، وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيدٍ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: "لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللهِ فِيكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ مسیلمہ کذاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں آیا اور کہنے لگا! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے بعد خلافت مجھے دے دیں تو میں ان کی اتباع کروں گا۔ وہ اپنی قوم کے بہت سے افراد کے ساتھ آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس آئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت بن قیس بھی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی کا ٹکڑا تھا حتیٰ کہ آپ مسیلمہ کے پاس ٹھہرے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تو مجھ سے یہ ٹہنی بھی مانگے تو

میں تجھے نہیں دوں گا تو امر الٰہی سے تجاوز نہیں کرے گا اگر تو پیٹھ پھیرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے کاٹ دے گا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۷۴۰ حدیث نمبر ۴۰۲۵ کتاب المغازی)

فائدہ:۔ معلوم ہوا جو بے ادب و گستاخ اور بے ایمان ہو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے کچھ بھی نہیں دیتے مگر اپنے محبوب غلاموں اور ایمان والوں کو عطا فرماتے ہیں!

بقول شاعر

ان کے در سے تو سب کچھ ملے گا مگر
اپنا کردار بھی دیکھنا چاہیے
کچھ طلب سے اگر ماسوا چاہیے
ان کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے

حدیث نمبر 69

غزوۂ تبوک میں سخاوت

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ لَهُمْ، إِذْ هُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوكَ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنَّ

أَصْحَابِي أَرْسَلُونِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ، فَقَالَ: "وَاللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ"، وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا أَشْعُرُ، وَرَجَعْتُ حَزِينًا مِنْ مَنْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمِنْ مَخَافَةِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَلَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُنَادِي: أَيْ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ، فَأَجَبْتُهُ، فَقَالَ: أَجِبْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوكَ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ، قَالَ: "خُذْ هَذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ، وَهَذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ، ابْتَاعَهُنَّ حِينَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ، فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلَى أَصْحَابِكَ، فَقُلْ: إِنَّ اللهَ، أَوْ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هَؤُلَاءِ، فَارْكَبُوهُنَّ". فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِمْ بِهِنَّ، فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هَؤُلَاءِ،

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا مجھے میرے ساتھیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجا تاکہ میں ان کے لئے سواریوں کا مطالبہ کروں کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے ساتھ جیش العسرہ میں تھے اور یہ غزوہ تبوک میں ہے میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ انہیں سواریاں دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی قسم میں انہیں کوئی سواری نہ دوں گا۔ میں آپ سے ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض تھے (یعنی غصہ میں تھے) اور مجھے محسوس نہ ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواریاں عطا نہ کیں اور اس ڈر کی وجہ سے میں پریشان لوٹا کہ کہیں حضور مجھ پر ناراض نہ ہو گئے ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس آیا تو انہیں وہ سب کچھ بتایا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

تھوڑی دیر گزری تو میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ آواز دیتے ہوئے سنا اے عبداللہ بن قیس! (یہ حضرت ابوموسیٰ کا نام ہے) میں نے جواب دیا تو انہوں نے فرمایا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے بلا رہے ہیں جب میں آیا تو آپ نے فرمایا یہ جوڑا جوڑا اونٹوں کا لے لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے چھ اونٹ عطا فرمائے جو اس وقت حضرت سعد سے خریدے تھے۔ فرمایا یہ اپنے ساتھیوں کی طرف لے جاؤ اور کہو اللہ

تعالیٰ یا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں یہ سواریاں دی ہیں تم ان پر سوار ہو جاؤ میں وہ اونٹ لے کر گیا تو میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں یہ سواریاں دی ہیں۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۷۵۵ حدیث نمبر ۴۰۲۳ کتاب المغازی)

فائدہ:۔ قارئین کرام! اس روایت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کا ثبوت ملتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے دوستوں کی طرف سے وہ مال طلب کرنے آئے تھے جو ان کا غزوہ تبوک میں شریک ہونے کی وجہ سے حق تھا لیکن مالک ومختار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم میں انہیں کوئی سواری نہیں دوں گا لیکن بعد میں شان رحمۃ اللعالمین اور شان حریص علیکم کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں اونٹ بھی عطا فرما دیئے اور وہ بھی جوڑے جوڑے اور پہلے عطا نہ کرنا شان حاکمیت کا جلوہ تھا اور بعد میں عطا کرنا اغناھم اللہ ورسولہ کی عملی تفسیر تھی۔

قارئین کرام! ہم اہلسنت وجماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام شانوں تمام کمالات کو سر تسلیم خم کرتے ہوئے نہ صرف مانتے ہیں بلکہ ببانگ دہل ڈنکے کی چوٹ پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات وفضائل کو ہر میدان میں بیان بھی کرتے ہیں اور اس کے برعکس مخالفین اہلسنت حضور علیہ السلام کے کمالات وفضائل کا نہ صرف

انکار کرتے ہیں بلکہ لوگوں سے بھی چھپاتے ہیں، الامان والحفیظ۔

لطیفہ

استاذی المکرم قبلہ شیخ الحدیث صاحب نے ایک دن حدیث شریف پڑھاتے ہوئے ہمیں ایک واقعہ سنایا۔

کہ مولانا عبدالرشید صاحب جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ دیوبند میں پڑھتے تھے تو ایک دن آپ کے والد صاحب مرحوم کو محسن پاکستان مخدوم اہلسنت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میاں اپنے صاحبزادے کو گستاخوں کے مدرسے سے ہٹا کر عاشقوں کے مدرسے کیوں نہیں داخل کرواتے تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر مولانا عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے آپ کو دیوبندیوں کے مدرسے سے ہٹا کر بریلی شریف حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیا تو حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا عبدالرشید کوئی خلش دل میں ہو تو دور کروا لینا۔ مولانا عبدالرشید فرماتے ہیں کہ ایک رات میں میری ایسی تسلی ہوئی کہ میں کہا کہ پہلے تو میں جاہلوں سے پڑھتا رہا ہوں۔

یہ واقعہ آپ نے ہمیں 07.11.2013 بروز جمعرات بوقت 9:50 پر بتایا۔

حدیث نمبر 70

جب رسول پکارے

عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي فَقَالَ: "أَلَمْ يَقُلِ اللهُ اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ سورة الأنفال آية 24.

حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا تو میں نے جواب نہ دیا میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا لبیک، کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر جب وہ رسول بلائے تمہیں اس امر کی طرف جو زندہ کرتا ہے تمہیں۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۷۸۱ حدیث ۲۱۱۴ کتاب التفسیر)

فائدہ:۔ سبحان اللہ قارئین کرام! یہ حدیث بھی حضور علیہ

السلام کے مختار نبی ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس حدیث سے بالکل واضح ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شارع ہیں اور اسی حدیث کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ قسطلانی شرح بخاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ!

بہت سے فقہا نے فرمایا ہے کہ نمازی بحالت نماز حضور کی خدمت میں بلانے پر حاضر ہو جاوے جو خدمت (یعنی حکم) فرمادیں اس کو پورا کرے پھر بھی نمازی ہی میں ہے۔

(شان حبیب الرحمان من آیات القرآن ص ۱۰۴ مطبوعہ قادری پبلشرز)

نبی کا پکارنا خدا کا پکارنا

آگے لکھتے ہیں!

رب تعالیٰ نے دو بلانے والوں کا ذکر فرمایا اللہ اور رسول کا اور یہ ظاہر ہے کہ بلا واسطہ اللہ تو کسی کو پکارتا نہیں اور نہ کسی کے کان میں اللہ کی آواز آوے تو لا محالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پکاریں گے ان کا پکارنا خدا کا پکارنا ہے اسی لئے آگے فرمایا اذا دعاکم واحد کے صیغے سے۔

(شان حبیب الرحمان من آیات القرآن ص ۱۰۵)

حدیث نمبر 71

حضرت خزیمہ پر کرم

أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، قَالَ: "لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ سورة الأحزاب آية 23".

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ہم قرآن کریم کے نسخے لکھ رہے تھے تو میں نے سورہ احزاب کی ایک آیت نہ پائی جو میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھتے سنا کرتا تھا وہ میں نے حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائی تھی جن کی شہادت (گواہی) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو آدمیوں کی شہادت کے قائم مقام بنایا تھا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۹۸۱ حدیث نمبر ۴۴۱۱ کتاب التفسیر)

فائدہ:۔ قارئین کرام! واقعہ کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی آدمی سے گھوڑے کی قیمت طے کی مگر منافقین کی شرارت سے اس آدمی نے طے شدہ قیمت پر حضور علیہ السلام کو گھوڑا دینے سے انکار کر دیا جب حضور علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ ہمارے درمیان یہ قیمت طے ہو چکی ہے تو اس نے آپ سے گواہ مانگا تب حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے بغیر دیکھے اور سنے صرف زبانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتبار کرتے ہوئے کہا کہ یارسول اللہ میں آپ کی گواہی دیتا ہوں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو گواہی کیسے دے سکتا ہے جب کہ تو حاضر ہی نہیں تھا۔

اس پر حضرت خزیمہ نے عرض کی یارسول اللہ اگر آسمان کی باتیں آپ کی زبان سے سن کر گواہ بن سکتے ہیں تو زمین کی باتیں آپ کی زبانِ فیض ترجمان سے سن کر آپ کے لئے گواہ کیوں نہیں بن سکتے۔

تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا کہ آج کے بعد خزیمہ کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر ہے جیسا کہ یہ لفظ مذکورہ حدیث میں بھی موجود ہیں۔

بہرحال یہ حدیث بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختار نبی ہونے کا ثبوت ہے اور دلیل مبین۔

حدیث نمبر 72

حضور مالکِ جنت ہیں

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ: "فِي الْكَوْثَرِ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ. قَالَ أَبُو بِشْرٍ: قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ. فَقَالَ سَعِيدٌ: النَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کوثر (یعنی آیت انا اعطینک الکوثر) کی تفسیر میں فرمایا اس سے مراد وہ خیر ہے جو اللہ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی۔ ابو بشر نے کہا میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کوثر جنت میں ایک نہر ہے حضرت سعید نے کہا! جنت کی وہ نہر بھی اس خیر میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۱۰۹۲ حدیث نمبر ۴۵۸۴ کتاب التفسیر)

فائدہ:۔ قارئین کرام! حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی تفسیر بالکل واضح کر رہی ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ یہ تھا

کہ جنت کی نہر تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی جانے والی خیر کا محض ایک جزو ہے اور چونکہ یہ سب اللہ نے محبوب کو عطا فرمایا ہے اب محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسے چاہیں عطا فرما دیں اسی لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

حدیث نمبر 73

رُخصت دے دی

عَنْ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ : "كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ، فَقُلْنَا: أَلَا نَسْتَخْصِي، فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ، ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ.

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد پر تھے ہمارے پاس نکاح کرنے کے لئے کچھ نہ تھا ہم نے کہا کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس سے منع فرمایا پھر ہمیں ایک عورت سے کپڑے کے بدلے نکاح

کرنے کی رخصت دی۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۷۹ حدیث نمبر ۴۶۸۶ کتاب النکاح)

فائدہ:۔ قارئین کرام! اس حدیث پاک میں صحابہ کا یہ کہنا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں چیز سے منع فرمایا اور فلاں چیز کی رخصت دی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کام کی چاہیں اجازت دے دیں اور جس کام سے چاہیں منع کر دیں اور بحمد اللہ سبحانہ اہلسنت و جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

حدیث نمبر 74

اختیارِ نبی

سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا".

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ پھوپھی یا خالہ کے اوپر اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کیا جائے۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۸۴ حدیث نمبر ۴۷۱۷ کتاب النکاح)

فائدہ:۔قارئین کرام! یہ حدیث بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ نے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختار بنا کر مبعوث فرمایا۔

حدیث نمبر 75

منع فرمادیا

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ: "نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ سے اور پالتو گدھوں کے گوشت سے خیبر کے موقع پر منع فرمایا تھا۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۸۵ حدیث نمبر ۲۳۷۴ کتاب النکاح)

فائدہ:۔قارئین کرام! اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ ہمارے آقا علیہ السلام شارع ہیں اور بعطائے خداوندی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار ہے کہ جس حلال کو چاہیں حرام کردیں اور جس حرام کو چاہیں حلال کردیں جیسا کہ اس روایت میں ہے کہ پہلے گدھے کا گوشت کھایا جاتا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع کردیا اسی طرح متعہ سے بھی منع فرمادیا۔ اللھم صل

علیٰ دائماً کثیراً۔

حدیث نمبر 76

اختیار کی بات

عَنْ سَهْلٍ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ: جِئْتُ أَهَبُ نَفْسِي. فَقَامَتْ طَوِيلًا فَنَظَرَ وَصَوَّبَ. فَلَمَّا طَالَ مُقَامُهَا. فَقَالَ رَجُلٌ: زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ. قَالَ: "عِنْدَكَ شَيْءٌ تُصْدِقُهَا" قَالَ: لَا. قَالَ: انْظُرْ. فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ. فَقَالَ: وَاللّٰهِ إِنْ وَجَدْتُ شَيْئًا. قَالَ: "اذْهَبْ فَالْتَمِسْ. وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ". فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ. قَالَ: لَا. وَاللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ. وَعَلَيْهِ إِزَارٌ مَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ. فَقَالَ: أُصْدِقُهَا إِزَارِي. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِزَارُكَ إِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ. وَإِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ" فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَلَسَ. فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَقَالَ: "مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ" قَالَ: سُورَةُ كَذَا وَكَذَا لِسُوَرٍ عَدَّدَهَا

قَالَ: "قَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ".

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ اپنی ذات آپ کو پیش کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے اس کی طرف اپنی نظر کو اوپر اٹھایا پھر اپنی نظر کو نیچے لے آئے (یعنی عورت کو سر سے قدموں تک دیکھا) پھر اپنا سر جھکا لیا۔ جب عورت نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔

ایک صحابی اٹھا اور عرض کی یا رسول اللہ اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تیرے پاس (بطور حق مہر دینے کے لئے) کوئی چیز ہے؟

اس نے کہا! اللہ کی قسم یا رسول اللہ کچھ بھی نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا! اپنے گھر والوں کی طرف جاؤ اور دیکھو کیا کوئی چیز وہاں ملتی ہے وہ گیا پھر واپس آیا اور کہا یا رسول اللہ اللہ کی قسم گھر والوں کے پاس بھی کچھ نہیں پایا ہے۔ آپ نے فرمایا دیکھو اگر لوہے کی انگوٹھی مل جائے وہ گیا اور واپس آیا اور کہا یا رسول اللہ اللہ کی قسم لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے لیکن یہ میرا تہبند ہے۔ حضرت سہل

نے کہا (اس کے پاس اوپر والی چادر نہیں تھی) اس نے کہا! اس کا نصف اس عورت کو دوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تیرے تہبند کو کیا کرے گی؟ اگر تو اسے پہنے گا تو اس پر اس میں سے کچھ نہیں ہوگا اگر یہ پہنے گی تو تجھ پر اس سے کچھ نہیں ہوگا۔ پس وہ شخص بیٹھا رہا حتیٰ کہ اس کا بیٹھنا لمبا ہو گیا پھر وہ کھڑا ہوا (وہ چل پڑا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے واپس جاتے ہوئے دیکھا اسے بلانے کا حکم دیا جب وہ آیا تو پوچھا تیرے پاس قرآن کتنا ہے؟

اس نے کہا! مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے اس نے یاد سورتوں کو شمار کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا تم یہ سورتیں زبانی پڑھ سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ میں نے اس کا تجھے مالک بنا دیا اس قرآن کے سبب جو تیرے پاس ہے۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۸۹ حدیث نمبر ۱۳۷۴ کتاب النکاح)

فائدہ:۔ قارئین کرام! اس روایت میں ہے کہ وہ سائل (سوال کرنے والا) بیٹھا رہا حتیٰ کہ اس کا بیٹھنا لمبا ہو گیا یہ جملہ بتاتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مانگو تو کبھی خالی ہاتھ نہیں جانا پڑتا بلکہ حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ وہ عظیم بارگاہ ہے کہ ہر مانگنے والے کو یہاں سے کچھ نہ کچھ ضرور ملتا ہے (سبحان اللہ)

حدیث نمبر 77

جاہلانہ رسم پر پابندی

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ "أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ: فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحٌ آخَرُ كَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ إِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا: أَرْسِلِي إِلَى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِي مِنْهُ. وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا حَتَّى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ. فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ. وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ رَغْبَةً فِي نَجَابَةِ الْوَلَدِ. فَكَانَ هَذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الِاسْتِبْضَاعِ. وَنِكَاحٌ آخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُونَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيبُهَا فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا تَقُولُ لَهُمْ قَدْ

عَرَفْتُمُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تُسَمِّي مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ فَيَلْحَقُ بِهِ وَلَدُهَا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ. وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُونُ عَلَمًا فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَإِذَا حَمَلَتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ أَلْحَقُوا وَلَدَهَا بِالَّذِي يَرَوْنَ فَالْتَاطَ بِهِ وَدُعِيَ ابْنَهُ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذَلِكَ. فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں چار قسم کے نکاح ہوتے تھے ایک نکاح تو ان میں سے یہی تھا جو لوگ آج کرتے ہیں۔ ایک شخص دوسرے شخص کو اس کی رشتہ دار عورت یا اس کی بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام بھیجتا تھا وہ اس سے مہر مقرر کرتا تھا پھر نکاح کر دیتا تھا۔

دوسرا نکاح یہ تھا کہ آدمی اپنی بیوی سے کہتا جب تو حیض سے پاک ہو جائے تو فلاں کو بلا لے اور اس سے حقوق زوجیت ادا کرا اور

اس کا پہلا خاوند اس سے جدا ہو جاتا تھا اور اسے نہیں چھوتا تھا حتیٰ کہ اس شخص سے اس کا حمل ظاہر ہو جاتا تھ جس سے اس نے حقوق زوجیت ادا کئے تھے، جب حمل ظاہر ہو جاتا تو اس کا پہلا خاوند اس سے حقوق زوجیت ادا کرتا اگر پسند کرتا اور یہ عمدہ بچہ پیدا کرنے کی خاطر کیا جاتا تھا اس نکاح کو نکاح استبضاع کہا جاتا تھا۔

تیسرا نکاح یہ تھا کہ دس افراد سے کم ایک گروہ جمع ہوتا تھا پھر وہ تمام ایک عورت کے پاس باری باری ہم بستر ہوتے تھے جب وہ حاملہ ہو جاتی اور بچہ جنم دیتی اور اس وضع حمل کے بعد کچھ عرصہ گزر جاتا تو وہ ان مردوں کو بلا بھیجتی کوئی شخص اس کے پاس آنے سے انکار نہیں کر سکتا تھا حتیٰ کہ جب تمام اس کے پاس جمع ہو جاتے تو وہ انہیں کہتی تم اپنا معاملہ پہچان چکے ہو میں نے بچہ جنم دیا ہے۔اے فلاں یہ تیرا بیٹا ہے وہ جس کو پسند کرتی اس کا نام لے لیتی تو اس کا بچہ اس کے ساتھ لاحق ہو جاتا وہ شخص انکار نہیں کر سکتا تھا۔

چوتھا نکاح یہ تھا کہ بہت سے لوگ جمع ہوتے تھے اور ایک عورت کے پاس جاتے تھے وہ آنے والوں میں سے کسی کو منع نہیں کرتی تھی ، یہ بدکارہ عورتیں ہوتی تھیں اپنے دروازوں پر جھنڈے گاڑتی تھیں۔وہ جھنڈا علامت ہوتا تھا جو بھی ان کا ارادہ کرتا وہ ان کے پاس چلا جاتا جب ان میں سے کوئی حاملہ ہو جاتی پھر بچہ جنم

دیتی تو اس کے لئے سب مردوں کو جمع کیا جاتا تھا پھر ان کے لئے قیافہ شناسوں کو بلایا جاتا اور وہ قیافہ شناس اس کے بچے کو جس کے ساتھ ملانا خیال کرتے اس کے ساتھ ملا دیتے پس وہ اس کے ساتھ مل جاتا اور اس کا بیٹا کہلاتا وہ شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا تھا جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا گیا (تو آپ نے) جاہلیت کے تمام نکاح ختم کر دیئے سوائے اس ایک نکاح کے جو آج لوگ کرتے ہیں۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۹۱ حدیث نمبر ۴۷۳۲ کتاب النکاح)

فائدہ:۔ قارئین کرام! اس روایت میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا گیا (تو آپ نے) جاہلیت کے تمام نکاح ختم کر دیئے اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ نے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختار بنا کر بھیجا ہے اور یہی اُم المومنین رضی اللہ عنہا کا عقیدہ ہے اور دوسری بات اس روایت میں یہ ہے زمانہ جاہلیت میں چوتھی قسم کا نکاح یہ تھا کہ بدکارہ عورتیں اپنے گھروں پہ جھنڈے گاڑتی تھیں جو اس بات کی نشانی ہوتے تھے کہ یہاں ہر قسم کا آدمی آ سکتا ہے اسی حدیث کے تحت۔

استاذی مکرم شیخ الحدیث محمد سعید قمر سیالوی صاحب فرماتے

ہیں!

کہ آج بھی زمانہ جاہلیت کے اس نکاح کی جھلک نام نہاد مسلمانوں میں دکھائی دیتی ہے جو کہ اپنے گھروں پہ کالے رنگ کا جھنڈا بھی لگاتے ہیں اور اپنے گھر والیوں سے متعہ بھی کرواتے ہیں باوجود اس کے کہ نکاح (متعہ) سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

عوام الناس اسی سے اندازہ کرلیں کہ دین اسلام پہ عمل پیرا کون سی جماعت ہے اور دین اسلام سے انحراف کرنے والا ٹولہ کونسا ہے؟

حدیث نمبر 78

رہتی دُنیا تک کھاتے رہتے

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَاذْكُرُوا اللهَ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هَذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ. فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أُرِيتُ

الْجَنَّةَ. فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان کو کسی کی موت اور حیات کے لئے گرہن نہیں لگتا جب تم گرہن کو دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو۔

صحابہ نے کہا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ (نماز میں) اپنی جگہ میں کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں پھر ہم نے آپ کو دیکھا آپ پیچھے ہٹ رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے جنت کو دیکھا یا فرمایا مجھے جنت دکھائی گئی میں نے اس سے انگوروں کا ایک گچھا لینا چاہا اگر میں وہ لے آتا تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۱۲۲ کتاب النکاح حدیث نمبر ۴۷۹۸)

فائدہ:۔ سبحان اللہ! کیا کہنے میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ کھڑے تو فرش پر ہیں اور عرش کو نہ صرف دیکھ رہے ہیں بلکہ وہاں کے حالات بھی صحابہ کو بتائے جارہے ہیں اور بلاشبہ آپ کے اختیارات کے ثبوت کے لئے یہ جملہ صراحتاً دلالت کررہا ہے کہ میں نے جنت سے انگوروں کا گچھا لینا چاہا اگر میں وہ لے آتا تو تم رہتی

دنیا تک اسے کھاتے رہتے۔

اس جملے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مختار ہونا واضح ہو جاتا ہے کہ میرے آقا کو اللہ نے ایسے اختیارات دیئے ہیں کہ میرے آقا چاہیں تو جنت میں سے اپنے امتیوں کے لئے پھل بھی لا سکتے ہیں مگر انگوروں کا گچھا نہ لینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ گچھا ختم ہونا نہیں تھا البتہ امت مسلمہ میں اس گچھے کی وجہ سے فساد برپا ہو جاتا کہ طاقتور کی خواہش ہوتی کہ طاقت کے بل بوتے پر وہ گچھا حاصل کر لیا جائے اسی فتنے کے سبب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ گچھا جنت سے نہیں اتارا۔

ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حدیث نمبر 79

اُمت پر عطا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. "أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ. فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ. وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں مومنین کے نفسوں سے بھی زیادہ ان کا قریبی ہوں پس جو مومن مر جائے اور قرضہ چھوڑ جائے اس کی ادائیگی مجھ پر ہے اور (مرنے والا) جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے ورثاء کے لئے ہے۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۱۹۵ حدیث نمبر ۴۹۵۲ کتاب النفقات)

فائدہ:۔ قارئین کرام! اس حدیث پاک سے میرے آقا علیہ السلام کی جود وسخا کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ فرمایا۔ مومن مر جائے تو اس کا قرضہ میں ادا کروں گا۔ سبحان اللہ اور کیوں نہ ہو کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ اللعالمین کا تاج لے کر اور حریص علیکم بالمومنین رؤف الرحیم کا عملی پیکر بن کر تشریف لائے۔

حدیث نمبر 80

کھانے میں برکت

سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: "لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ. فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ

أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا. فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ
تَحْتَ ثَوْبِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ. ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ
فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي
الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ. فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ. فَقَالَ لِي
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ
، فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: بِطَعَامٍ ، قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ.
فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ
مَعَهُ: قُومُوا. فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى
جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ. فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ
جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ
وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ. فَقَالَتْ: اللهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَقْبَلَ أَبُو طَلْحَةَ
وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلَا.
فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلُمِّي يَا أُمَّ
سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ ، فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ. فَأَمَرَ بِهِ.
فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا. فَأَدَمَتْهُ. ثُمَّ

قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا شَاءَ
اللهُ أَنْ يَقُولَ. ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ. فَأَذِنَ لَهُمْ.
فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا. ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ
لِعَشَرَةٍ. فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا. ثُمَّ خَرَجُوا.
ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ. فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى
شَبِعُوا. ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ أَذِنَ لِعَشَرَةٍ. فَأَكَلَ الْقَوْمُ
كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ ثَمَانُونَ رَجُلًا".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

حضرت ابوطلحہ نے ام سلیم کو کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی آواز بہت کمزور سنی ہے جس میں میں نے بھوک کو جان لیا
کیا تیرے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ اس نے جو کی چند روٹیاں
نکالیں پھر اپنا دوپٹہ نکالا روٹی کو دوپٹہ کے ایک حصہ میں لپیٹا پھر وہ
میرے کپڑے کے نیچے دبا دیں اور دوپٹہ کا ایک حصہ مجھے اوڑھا دیا۔
پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیجا۔

حضرت انس نے فرمایا! میں وہ روٹیاں لے کر گیا تو میں نے
مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا۔ آپ کے ساتھ اور
لوگ بھی تھے میں ان کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ مجھے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟

میں نے کہا! ہاں۔

فرمایا کھانا دے کر بھیجا ہے۔

میں نے کہا! ہاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے کہا اٹھو (ابوطلحہ کے گھر کھانا کھاتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چل پڑے اور میں ان کے آگے آگے چلا، حتیٰ کہ میں ابوطلحہ کے پاس پہنچا۔

حضرت ابوطلحہ نے کہا اے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو ساتھ لے کر ادھر آرہے ہیں اور ہمارے پاس تو اتنا کھانا نہیں ہے جو ہم انہیں کھلائیں گے۔

ام سلیم نے کہا! اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

حضرت انس نے فرمایا! ابوطلحہ استقبال کے لئے آگے گئے حتیٰ کہ گھر کے اندر داخل ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ام سلیم! جو کچھ تیرے پاس ہے ادھر لے آ، روٹی لے آ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا تو وہ ٹکڑے ٹکڑے کی گئی۔

ام سلیم نے اس روٹی کے ٹکڑوں پر اپنی (گھی والی) کپی نچوڑی پھر روٹی اور گھی کو حل کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اس پر کچھ پڑھا جو اللہ نے چاہا۔

پھر فرمایا! دس افراد کو اندر آنے کی اجازت دو، پس انہیں اجازت دی گئی انہوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے۔ پھر وہ باہر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دس اور کو بلاؤ۔ انہیں بلایا تو انہوں نے بھی کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے پھر وہ چلے گئے پھر دس اور بلائے گئے حتیٰ کہ تمام لوگوں نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے اور صحابہ کی تعداد اسی 80 تھی۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۱۹۹ حدیث نمبر ۴۹۶۲ کتاب الاطعمة)

فائدہ:۔ محترم قارئین کرام! مندرجہ بالا حدیث پاک میں بہت سے نکات ہیں جن پر طویل گفتگو کی جا سکتی ہے جیسے کے آغاز حدیث میں حضرت ابوطلحہ کا یہ فرمانا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز بہت کمزور دیکھی ہے اس جملے کی بنیاد پر بعض شر پسند عناصر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر حضور پاک علیہ التحیۃ والثناء نور ہوتے تو بھوک کی وجہ سے آپ کی آواز پر اثر کیوں ہوتا کیونکہ نورانیت کو کھانے کی احتیاج نہیں۔

خدا جب دین لیتا ہے
تو عقلیں چھین لیتا ہے

اس اعتراض کو اور اس جیسے اور اعتراضات کو حماقت اور کم عقلی کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے؟

حالانکہ ہر خاص و عام پر یہ بات واضح طور پر عیاں ہے کہ اہلسنت و جماعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کا انکار ہرگز نہیں کرتے بلکہ جو حضور علیہ السلام کو بشر نہ مانے اس کو بے دین سمجھتے ہیں۔

اور یہ بات بھی اپنی جگہ کہ مذکورہ حدیث میں بھوک کے باعث حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کا اظہار ہو رہا ہے مگر اس بات سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور نہیں جبکہ بخاری شریف کی ہی حدیث پاک ہے کہ

حضور علیہ التحیۃ والتسلیم نے صحابہ کرام کو وصال کے روزہ رکھنے سے منع فرماتے ہوئے فرمایا!

لست کھیئتکم انی اظل اطعم واسقی

میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں (اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں) مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

(بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۸۱۱ کتاب الصوم حدیث نمبر ۱۷۸۸)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان عام بشر اور بشریت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں امتیاز واضح کر دیتا ہے اور پھر حضور علیہ

السلام کا یہ فرمانا کہ مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام کھانے اور پینے کے محتاج نہیں۔ اسی لئے تو حضور علیہ السلام کئی کئی دن بغیر کھائے پیئے رہ سکتے ہیں جب کہ ہم میں یہ طاقت کہاں؟

اسی لئے تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کو بھی منع فرما دیا۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی نورانیت پر اعتراض محض اس بناء پر کرنا کہ بھوک کے باعث حضور علیہ السلام کی آواز کمزور ہو گئی تھی باطل ہے جبکہ صوم وصال والی حدیث اس اعتراض کو باطل کر دیتی ہے۔

اور دوسرا نکتہ یہ ہے کہ

جب حضرت ابوطلحہ کو پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام اکیلے نہیں آ رہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چند اور لوگ بھی ہیں تو پریشان ہوئے اور ام سلیم سے کہا کہ ہمارے پاس تو اتنا کھانا نہیں ہے یہ سن کر ام سلیم بجائے پریشان ہونے کے پورے اطمینان سے ایک جملہ ارشاد فرماتی ہیں!

اللہ ورسولہ اعلم

اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

یہ وہ عظیم الشان جملہ ہے جس کے موجد اصحاب رسول ہیں اور

آج تک اہلسنت حضور علیہ السلام کے فرمان ذیشان "ما انا علیہ واصحابی" کی عملی تصویر بن کر "اللہ ورسولہ اعلم" کا ورد کرتے ہوئے خودکو "ھوالجماعۃ" کا مصداق بناتے ہیں۔

معمولی بات نہیں

کیونکہ صحابہ کرام کا "اللہ ورسولہ اعلم" کہنا معمولی نہیں اور نہ ہی اصحاب رسول یہ جملہ رسمی طور پر کہتے تھے جیسا کہ حدیث مذکورہ میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کہ بظاہر ایسا وقت ہے کہ پریشان ہونا ناجائز نہیں مگر ایسے وقت میں ان کا یہ فرمانا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں نہ صرف اس جملے کی اہمیت کو واضح کرتا ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم اور اختیارات کے متعلق ان کے عقیدے کی پختگی کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ اگر کھانا تھوڑا ہے اور حضور کے ساتھ آدمی زیادہ ہیں تو کیا ہوا؟ حضور علیہ السلام علم والے ہیں ہمارے حالات جانتے ہیں اور چونکہ حالات جانتے ہیں اور پھر بھی اپنے ساتھ آدمیوں کو لارہے ہیں تو حضور مالک ومختار ہیں ہمیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں حضور علیہ السلام سب کچھ جانتے ہوئے بھی اپنے ساتھ آدمیوں کو لارہے ہیں تو ان کا انتظام بھی خود ہی فرما لیں گے بایں وجہ ہی فرمایا "اللہ ورسولہ اعلم"

اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں

کھانے پر قرآن پڑھا

اور تیسرا نکتہ یہ ہے

حدیث مذکورہ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے کھانا جمع کر کے اس پر کچھ پڑھا جو اللہ نے چاہا۔

اگرچہ یہ بات مخفی ہے کہ حضور علیہ السلام نے کیا پڑھا البتہ یہ بات تو طے ہے کہ حضور علیہ السلام نے کچھ پڑھا جو اللہ رب العزت نے چاہا۔

اقول۔ حضور علیہ السلام کے فرامین میں قرآن کریم کی جو فضیلت بیان ہوئی ہے اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ رب العزت کی منشاء کے تحت حضور علیہ السلام نے قرآن ہی پڑھا ہوگا۔

یہ بات تسلیم کہ ایسا کہنا حتمی یا حرف آخر نہ ہوگا مگر اسلاف کا یہ طریقہ رہا ہے کہ حدیث میں جو چیز جامعیت کی بناء پر یا اختصار کی بناء پر نامکمل ہو یا مخفی ہو تو وہ اس بارے میں اپنی آراء پیش کرتے ہیں اگرچہ ان آراء کا ماننا ضروری نہیں لیکن ان آراء سے حدیث سمجھنا آسان ہی نہیں آسان تر ہوجاتا ہے۔اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر توجہ کی جائے تو حدیث مذکور کے تیسرے نکتے کو سمجھنا مشکل

نہیں جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

انکم لن ترجعوا الی اللہ بأفضل مما خرج منه یعنی القرآن

بے شک تم ہرگز نہیں لوٹو گے اللہ تعالیٰ کی طرف اس سے بہتر چیز کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ سے نکلی ہے یعنی قرآن۔

(ترمذی شریف کتاب فضائل القرآن حدیث نمبر ۲۸۳۶ جلد ۲)

اب جب حضور علیہ السلام ہی کے فرمان کے مطابق قرآن سے بہتر چیز کوئی نہیں تو کھانا کھانے سے پہلے سب سے بہتر چیز کی تلاوت بعید نہیں اسی طرح مستدرک حاکم کی ایک روایت میں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذکر بھی ہے جس سے قرآن پاک کی عظمت کے ساتھ ساتھ اس بات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا سامنے رکھ کر قرآن ہی پڑھا ہوگا اور قارئین کی مزید تشفی اور اپنے موقف کی پختگی کے لئے ایک اور حدیث پاک پیش خدمت ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''آیت الکرسی'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں!

امام ابوالحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ نے اپنی امالی

میں اور ابن النجار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے گھر میں برکت نہیں ہے۔ فرمایا تو آیت الکرسی سے غافل ہے کہ آیت الکرسی جس کھانے اور سالن پر پڑھی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کھانے اور سالن میں برکت پیدا فرماتا ہے۔

(تفسیر در منثور مترجم جلد اول صفحہ نمبر ۸۳۴ زیر آیت آیت الکرسی مطبوعہ ضیاء القرآن)

اس حدیث پاک سے ہمارا موقف مزید واضح ہوگیا اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کھانے کی برکت کے لئے دوسروں کو تو قرآن کریم کی تلاوت کا حکم دیں اور خود کچھ اور پڑھیں۔

پس معلوم ہوا کہ حضور علیہ التحیۃ والثناء نے کھانا سامنے رکھ کر قرآن ہی پڑھا تھا (اللہ ورسولہ اعلم)

بدعت نہیں ہے

لہٰذا یہ بات بھی ماننی پڑے گی کہ کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا بدعت نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کی سنت ہے اور اسی کے ساتھ ہی کھانے کی برکت کا سبب بھی ہے۔

اور بحمد اللہ تعالیٰ اس سنت اور کار خیر میں بھی اہلسنت پیش پیش

ہیں مگر بعض فتنہ پسند عناصر اس عمل کو برا جانتے ہیں اور اپنی آخرت خراب کرتے ہیں۔اللہ رب العزت ہدایت عطا فرمائے۔

لطیفہ

جب ہم نے وہ حدیث پڑھی جس کا مفہوم ہے کہ جس کھانے پر بسم اللہ پڑھی جائے تو شیطان کا اس میں کوئی حصہ نہیں رہتا تو استاذی المکرم شیخ الحدیث صاحب زید مجدہ نے اپنے انداز میں فرمایا!

کھانے پر بسم اللہ پڑھو تو شیطان کہتا ہے کہ اس میں میرا کوئی حصہ نہیں اور جب بسم اللہ کے ساتھ دیگر آیات (ختم شریف) پڑھو تو شیطان کی ذریت بھاگ جاتی ہے کہ اس میں ہمارا کوئی حصہ نہیں۔

07.12.2013 بروز ہفتہ صبح 11 بجے۔

چوتھا نکتہ

چوتھا نکتہ یہ ہے کہ

حدیث مذکورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات میں سے ایک کمال کا ذکر ہے کہ حضور علیہ السلام نے چند آدمیوں کا کھانا 80 صحابہ کرام کو کھلایا اور تمام مکاتب فکر کے ہاں یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ بلا شبہ یہ عمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم الشان معجزہ

ہے مگر کچھ لوگ یہ کہتے ہوئے کہ معجزہ دلیل نہیں ہوتا حضور علیہ السلام کے فضائل کما حقہ ماننے سے انکار کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یوں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کم ہو جائے گی مگر

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

(حدائق بخشش حصہ اول)

اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ معجزہ دلیل ہوتا ہے اور استاذی وسندی ومولائی شیخ الحدیث محمد سعید قمر صاحب سیالوی دامت برکاتہم العالیہ تو یوں فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا دلیل تو ہوتا ہی معجزہ ہے مگر کچھ لوگ آنکھوں پر تعصب کی سیاہ پٹی باندھ کر قصداً حقائق کی روشنی کو دیکھنا نہیں چاہتے۔

بہر کیف! اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے ہماری کتاب ضیاء البخاری کا مطالعہ فرمائیں۔جو کہ عنقریب منظر عام پر آئے گی (انشاء اللہ)

حدیث نمبر 81

مختار میرے آقا ہیں

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا أَمْسَوْا يَوْمَ فَتَحُوا

خَيْبَرَ أَوْقَدُوا النِّيرَانَ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلَامَ أَوْقَدْتُمْ هَذِهِ النِّيرَانَ؟" قَالُوا: لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. قَالَ: "أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا وَاكْسِرُوا قُدُورَهَا". فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ. فَقَالَ: نُهَرِيقُ مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَوْ ذَاكَ".

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا جب خیبر فتح ہوا تو شام کے لوگوں نے بہت سے مقام پر آگ جلائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ مختلف مقام پر آگ کس چیز کے لئے جلا رہے ہو؟

صحابہ نے کہا! پالتو گدھوں کا گوشت پکا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان ہانڈیوں کو انڈیل دو اور ان ہانڈیوں کو توڑ دو۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی جو کچھ ان میں ہے بہا دیں اور پھر انہیں دھو ڈالیں تو بہتر نہیں ہوگا، نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا ہی کرلو۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۲۴۲ حدیث نمبر ۵۰۷۳ کتاب الذبائح)

فائدہ:۔ اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلے حکم دینا اور پھر استثناء دینا آپ کے مالک ومختار ہونے پر دال نہیں تو اور

کیا ہے؟

حدیث نمبر 82

باندھ کر مارنے سے ممانعت

عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ. قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ. فَرَأَى غِلْمَانًا أَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا. فَقَالَ أَنَسٌ: "نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ".

حضرت ہشام بن زید نے فرمایا! میں حضرت انس کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا انہوں نے بچوں یا نوجوانوں کو دیکھا کہ انہوں نے ایک مرغی کو باندھ رکھا ہے اور اس پر تیر چلا رہے ہیں حضرت انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۲۴۹ حدیث نمبر ۵۰۸۹ کتاب الذبائح)

حدیث نمبر 83

نہ کھایا نہ حرام فرمایا

عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ. قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ. فَرَأَى غِلْمَانًا أَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوا

دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا. فَقَالَ أَنَسٌ: "نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ".

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ''گوہ'' نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام کرتا ہوں۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۲۵۴ حدیث نمبر ۵۱۱۰ کتاب الذبائح)

فائدہ:۔ یہ روایت میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام عالی شان کو روز روشن کی طرح واضح کر رہی ہے اور اپنے قاری کو حضور علیہ السلام کے اختیارات بتا رہی ہے کہ اللہ نے تمام اختیارات حضور علیہ السلام کے سپرد کئے ہیں اور حضور کو مختار نبی بنایا ہے جبھی تو حضور علیہ التحیۃ والثناء فرما رہے ہیں کہ گوہ کو میں خود کھاتا نہیں (اور نہ کھانے کی وجہ حضور علیہ السلام کا طبعی میلان تھا یعنی حضور کی طبیعت نہیں مانتی تھی۔) اور فرمایا کہ اسے حرام بھی نہ سمجھنا کیونکہ میں اسے حرام نہیں کرتا اب حرام کرنے کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف فرمائی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ السلام صاحب اختیارات نبی ہیں جنہیں حلال و حرام کا مکمل اختیار عنایت ہے۔

حدیث نمبر 84

قسم کا کفارہ

عَنْ زَهْدَمٍ. قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ. فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فِيهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ أَحْمَرُ فَلَمْ يَدْنُ مِنْ طَعَامِهِ. قَالَ: ادْنُ. فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ. قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ أَكَلَ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا آكُلَهُ. فَقَالَ: ادْنُ أُخْبِرْكَ أَوْ أُحَدِّثْكَ. إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ. وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ. فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا. قَالَ: مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ. ثُمَّ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبٍ مِنْ إِبِلٍ. فَقَالَ: "أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّونَ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّونَ". قَالَ: فَأَعْطَانَا خَمْسَ ذَوْدٍ غُرَّ الذُّرَى فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيدٍ. فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي: نَسِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

وَسَلَّمَ يَمِينَهُ فَوَاللهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا. فَرَجَعْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ. إِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا فَظَنَنَّا أَنَّكَ نَسِيتَ يَمِينَكَ فَقَالَ: "إِنَّ اللهَ هُوَ حَمَلَكُمْ. إِنِّي وَاللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا".

حضرت زہدم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم ابوموسیٰ اشعری کے پاس تھے ہمارے اور قبیلہ جرم کے درمیان بھائی چارہ تھا کھانا لایا گیا جس میں مرغی کا گوشت تھا لوگوں میں ایک سرخ رنگ کا شخص بیٹھا تھا وہ کھانے کے قریب نہ آیا، حضرت ابوموسیٰ نے اسے کہا قریب ہو۔ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔ اس شخص نے کہا میں نے مرغی کو (غلیظ) چیز کھاتے دیکھا ہے اس لئے میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔ میں نے قسم اٹھائی کہ میں مرغی نہیں کھاؤں گا۔

حضرت ابوموسیٰ نے کہا قریب ہو میں تجھے بتاتا ہوں کہ میں ایک مرتبہ اشعری لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا میں آپ سے ملا تو آپ غصہ میں تھے آپ صدقے کے اونٹوں

میں سے اونٹ تقسیم فرما رہے تھے، ہم نے بھی سواری کے لئے اونٹ طلب کئے تو آپ نے قسم اٹھا دی کہ آپ ہمیں سواریاں نہیں دیں گے۔ فرمایا میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مال غنیمت کے اونٹ آگئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اشعری کہاں ہیں اشعری کہاں ہیں؟

حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سفید کوہانوں والے پانچ اونٹ عطا فرمائے تھوڑی دیر گزری تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قسم بھول گئے۔ اللہ کی قسم اگر ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قسم یاد نہ دلائی تو ہم کبھی فلاح نہیں پائیں گے، ہم لوٹ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ ہم نے آپ سے سواریاں طلب کی تھیں تو آپ نے قسم اٹھائی تھی کہ آپ ہمیں سوار نہیں کریں گے۔ ہم نے خیال کیا ہے کہ آپ اپنی قسم بھول گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمہیں سوار کیا ہے اللہ کی قسم اگر اللہ چاہے میں کوئی قسم اٹھاتا ہوں پھر اس قسم کو توڑنا بہتر سمجھتا ہوں تو وہ کام کرلیتا ہوں اور اس قسم کا کفارہ ادا کرتا

ہوں۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۲۵۰ حدیث نمبر ۵۰۹۴ کتاب الذبائح)

اسی مفہوم کی حدیث پیچھے بھی گزری ہے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ۔

حدیث نمبر 85

قربانی کے تین دن

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِيَ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ". فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِي. قَالَ: "كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا".

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو تم میں سے قربانی کرے تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے جب اگلا سال تھا تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم اسی طرح کریں جس طرح پچھلے سال کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا! اب کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ کرو کیونکہ پچھلے سال لوگوں میں بھوک تھی میں نے ان کی مدد کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۲۶۹ حدیث نمبر ۵۱۴۳ کتاب الذبائح)

فائدہ: اس روایت سے دو چیزیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت پر کس قدر مہربان ہیں اور کس قدر اپنی امت کا احساس رکھنے والے ہیں۔

لقد جاءکم رسول من انفسکم الآیۃ

وما ارسلناك الا رحمة للعالمین الآیۃ

دوسری بات یہ کہ حضور علیہ السلام وعلیہ التحیۃ والثناء والتسلیم صاحب اختیار نبی ہیں اللہ رب العزت کی عطا سے جب چاہیں کسی چیز کا حکم دے دیں اور جب چاہیں اس سے پہلے حکم کو منسوخ فرما دیں۔

حدیث نمبر 86

روزے سے منع

قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيدَ يَوْمَ الْأَضْحَى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ. إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْعِيدَيْنِ. أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ. وَأَمَّا الْآخَرُ فَيَوْمٌ تَأْكُلُونَ مِنْ نُسُكِكُمْ".

حضرت ابو عبید جو ابن ازھر کے غلام تھے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی والے دن نماز پڑھی۔ پس حضرت عمر نے خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھائی پھر لوگوں کو خطاب کیا اور فرمایا۔ اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں ان دو عیدوں کے روزوں سے منع فرمایا ہے ایک جب تم روزوں کے بعد افطار کرتے ہو اور دوسرا وہ دن جس میں تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۵۷۴۵ کتاب الذبائح)

حدیث نمبر 87

منع نہیں فرمایا

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوفِ. فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا. قَالَ: فَلَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے! پہلے شراب والے برتنوں کو استعمال سے منع فرمایا۔ انصار نے کہا حضور ہم ان کے استعمال پر مجبور ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر منع نہیں (استعمال کرو)

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۲۷۶ حدیث نمبر ۵۷۴۳ کتاب الاشربہ)

ایک واقعہ

ایک مرتبہ یہ عاجز ایک جلسہ میں خطاب کے لئے گیا اور جلسہ غالباً سرمایہ اہلسنت ساقی ملت قبلہ غلام سرور ساقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی مسجد جامع مسجد غوثیہ سلطانیہ سرسید ٹاؤن فیصل آباد میں تھا اس جلسے میں فقیر کا موضوع ''اختیارات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' تھا جس کی تشہیر اشتہارات کے ذریعے بھی کی گئی۔

فقیر نے جب یہی حدیث جو پیچھے مذکور ہوئی عوام الناس کو سنائی تو خطاب کے بعد ایک حضرت صاحب جو کہ بظاہر دیوبندی معلوم ہوتے تھے سلام کہنے کے بعد اس حدیث پر اپنا اعتراض یوں بیان کیا کہ چونکہ اس روایت میں انصار نے خود کو مجبور کہا اور ان کی مجبوری ہی ان کا عذر تھی اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی لہٰذا اس حدیث سے اختیارات ثابت نہ

ہوئے۔

فقیر نے دل ہی دل میں کہا کہ" خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے"میں نے اسے سمجھایا کہ بھائی تھوڑی سی توجہ کرنے کی ضرورت ہے آپ کا اعتراض خودہی رفع ہوجائے گا۔

کہنے لگا! جی وہ کیسے؟

میں نے کہا! جناب پہلی بات حدیث میں جو منع فرمانے کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا یہ جملہ ہی اختیارات پر دال ہے۔

دوسری بات رہی ان کی مجبوری کی تو جناب اگر ان کے عذر کے باوجود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیتے کہ ایک بار منع کر دیا اب اجازت نہیں مل سکتی تو ان کا عذر اور مجبوری کہاں جاتی؟

حالانکہ حضور علیہ السلام کا اجازت نہ دینا بھی آپ کے اختیارات ہی کی دلیل تھی مگر پہلے منع فرما کر بعد میں انصار کی مجبوری بیان کرنے پر اجازت مرحمت فرمادینا منع والے حکم کو برقرار رکھنے سے زیادہ شان والا ہے کہ اگر منع والے حکم کو برقرار رکھا جاتا تو وہ صرف اختیارات کی دلیل ہوتا مگر حضور علیہ التحیۃ والثناء کا منع کے بعد اجازت دینا اختیارات کی بھی دلیل ہے اور حضور علیہ السلام کے رحمۃ اللعالمین والے منصب کی جلوہ گری بھی ہے اس پر وہ حضرت نہ

صرف گلے ملے بلکہ دعائیں بھی دیتے ہوئے رخصت ہوئے والحمد للہ رب العالمین۔

حدیث نمبر 88

حضرت ابوہریرہ نے بتایا

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ. قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَشْيَاءَ قِصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا أَبُو هُرَيْرَةَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ أَوِ السِّقَاءِ. وَأَنْ يَمْنَعَ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي دَارِهِ.

حضرت ایوب نے کہا! ہمیں عکرمہ نے کہا کیا میں تمہیں چند چھوٹی چھوٹی باتیں نہ بتاؤں جو حضرت ابوہریرہ نے ہمیں بتائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشکیزہ کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا اور اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار پر لکڑی رکھنے سے روکنے سے منع فرمایا۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۲۸۷ حدیث نمبر ۵۱۹۶ کتاب الاشربہ)

حدیث نمبر 89

چادر پہنادی

عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ

رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيصٌ أَصْفَرُ. قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ "سَنَهْ سَنَهْ". قَالَ عَبْدُ اللهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ

حضرت ام خالد بنت خالد سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کپڑے لائے گئے جن میں ایک چھوٹی کالی چادر تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ ہم کس کو پہنائیں؟

لوگ خاموش ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ام خالد کو دے دو۔ اسے اٹھا کر لایا گیا آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے چادر پہنا دی اور دعا فرمائی تو اسے بوسیدہ کرے اور پرانا کرے اس چادر میں سبز یا زرد بیل بوٹے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ام خالد ھذا سناہ وسناہ کا معنی حبشی زبان میں خوبصورت ہے یعنی یہ بہت خوبصورت ہے۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم)

فائدہ:۔ اس روایت میں چند لطائف ہیں جن پر ہم قدرے ضرورت روشنی ڈالتے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ

روایت میں چھوٹی کالی چادر کا ذکر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے حضرت ام خالد کو عطا فرمائی یہ کالی چادر کے استعمال پر جواز کی دلیل ہے۔

دوسری بات یہ کہ

حضور علیہ السلام نے اپنے اور اپنے گھر والوں پر لوگوں کو ترجیح دیتے ہوئے اور اپنی رحمت کی جلوہ نمائی کرتے ہوئے پوچھا کہ یہ چادر ہم کس کو پہنائیں یہ ایثار کی تعلیم ہے۔

تیسری بات یہ کہ

جب حضور علیہ السلام کے پوچھنے پر لوگ خاموش رہے تو حضور علیہ السلام نے ام خالد کو ان کے گھر سے بلوایا بلکہ روایت کے الفاظ ہیں کہ انہیں اٹھا کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں لایا گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے چادر پہنائی

واضح ہو گیا کہ

یہ واضح کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے عطا فرمانے کا انداز کیسا شان والا تھا اور حضور علیہ السلام کیسے عزت افزائی فرمایا کرتے تھے۔

جیویں کرم کروا مدینے دا والی
کرم انج کسے تے کما کوئی نئیں سکدا

چوتھی بات یہ کہ

حضور علیہ السلام کا چادر عطا فرمانے کے بعد دعا دینا کہ تو اسے پُرانا کرے امت کے لئے تعلیم ہے کہ اس پیارے انداز کو اپنایا جائے۔

پانچویں بات یہ کہ

چادر عطا فرمانے کے بعد حضور کا دوسری زبان میں چادر کی تعریف کرنا شاید اس لئے کہ ام خالد کا دل خوش ہو جائے کہ ایک تو چادر تحفہ ملی اور جب میں نے پہنی تو تعریف ہو رہی ہے کہ بہت اچھی لگ رہی ہے یہ باتیں دل کو بے حد تسکین دیتی ہیں لہٰذا ہمیں بھی اس سنت پر عمل کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر 90

سائل کو فرمانِ مصطفٰے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا اَتَاہُ السَّائِلُ اَوْ صَاحِبُ الْحَاجَۃِ قَالَ "اِشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَلْیَقْضِ اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِہٖ مَا شَاءَ".

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل یا ضرورت مند آتا تو

فرماتے سفارش کرو تمہیں اجر دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۴۱۸ حدیث نمبر ۵۵۶۸ کتاب الادب)

فائدہ:۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر شاید اسی حدیث کی تشریح ہے!

وہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش حصہ دوم)

حدیث نمبر 91

نہیں، نہیں فرمایا

عَنِ ابْنِ الْمُنْکَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ مَا سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا.

حضرت ابن منکدر سے مروی ہے فرمایا۔ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب بھی کسی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں "نہیں" نہیں فرمایا۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۴۲۱ حدیث نمبر ۵۵۷۴ کتاب الادب)

نوٹ: یہاں سوال سے مراد شرعی مسائل کے متعلق سوال نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام سے جب بھی کوئی حاجت مند حاجت طلب کرتا تو حضور علیہ السلام اس کی حاجت روائی فرماتے اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مانگا جاتا تو حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کبھی بھی ناں نہیں فرماتے تھے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی کی شرح میں فرماتے ہیں!

واہ کیا جود و کرم اے شہِ بطحا تیرا
"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

(حدائق بخشش حصہ اول)

حدیث نمبر 92

اُف نہ کہا

حَدَّثَنَا أَنَسٌ رضی اللہ عنہ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ. فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ. وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی آپ نے مجھے اف تک نہ کہا نہ کبھی

کہا تو نے یہ کام کیوں کیا اور نہ کبھی کہا کہ تو نے کیوں نہیں کیا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۴۲۲ حدیث نمبر ۵۵۷۸ کتاب الادب)

مشائخ کے لیے تعلیم

اس حدیث میں ان مشائخ کے لئے تعلیم ہے جو خدمت نہ کرنے پر مرید سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں اور مرید کو اپنے ہاں سے نکال دیتے ہیں۔

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا

(حدائق بخشش حصہ اول)

حدیث نمبر 93

پچاس قسمیں

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ. أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ أَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ. فَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ. فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ. وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ " كَبِّرِ الْكُبْرَ ". قَالَ يَحْيَى لِيَلِيَ الْكَلاَمَ الأَكْبَرُ. فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ " أَتَسْتَحِقُّونَ قَتِيلَكُمْ . أَوْ قَالَ صَاحِبَكُمْ . بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ ". قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ. قَالَ " فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ فِي أَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ ". قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ. فَوَدَاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِهِ. قَالَ سَهْلٌ فَأَدْرَكْتُ نَاقَةً مِنْ تِلْكَ الإِبِلِ فَدَخَلَتْ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضَتْنِي بِرِجْلِهَا.

حضرت رافع بن خدیج اور سہیل ابن ابی حثمہ سے مروی ہے فرمایا عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود خیبر میں آئے اور کھجوروں میں جدا جدا ہوگئے، عبداللہ بن سہل کو قتل کر دیا گیا، عبدالرحمٰن بن سہل حریصہ اور محیصہ جو مسعود کے بیٹے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اپنے ساتھی کے قتل کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ عبدالرحمٰن نے بات شروع کی جو اپنے ساتھیوں سے عمر میں چھوٹے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بڑے کو بات

کرنے کے لئے آگے کریں یحییٰ راوی نے کہا! بڑے کو کلام کرنی چاہیے، پس انہوں نے اپنے ساتھی کے معاملے میں بات کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اپنے مقتول یا فرمایا تم اپنے ساتھی کے پچاس قسموں کے ساتھ مستحق ہوگے۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو ہم نے دیکھا نہیں ہے (پھر ہم قسمیں کیسے اٹھائیں)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پھر وہ پچاس قسموں کے ذریعے اپنے آپ کو تم سے بری کرلیں گے۔

انہوں نے کہا یارسول اللہ یہ کافر قوم ہیں (یہ تو جھوٹی قسمیں اٹھادیں گے) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سے انہیں دیت عطا فرمائی۔ حضرت سہل نے کہا میں نے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پائی جوان کے مربد میں داخل ہوئی اور مجھے اپنی ٹانگ ماری۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۵۹۴ حدیث نمبر ۵۶۷۷ کتاب الادب)

حدیث نمبر 94

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ

لَيۡلَةَ الۡبَدۡرِ وَقَالَ اَبُوۡ هُرَيۡرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بۡنُ مِحۡصَنٍ الۡاَسَدِيُّ يَرۡفَعُ نَمِرَةً عَلَيۡهِ فَقَالَ يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ ادۡعُ اللّٰهَ اَنۡ يَجۡعَلَنِيۡ مِنۡهُمۡ قَالَ اَللّٰهُمَّ مِنۡهُمۡ

ترجمہ! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت کی ایک جماعت (جنت میں) داخل ہوگی جس کی تعداد ستر ہزار ہوگی ان کے چہرے اس طرح روشن ہوں گے جیسے چودھویں رات میں چاند روشن ہوتا ہے۔ ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ اس پر عکاشہ بن محصن اسدی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا کی! اے اللہ انہیں بھی ان میں کردے۔

(بخاری شریف جلد سوم کتاب الرقاق)

حدیث نمبر 95

جنت کی بشارت

عَنۡ اَبِيۡ مُوۡسٰى اَنَّهٗ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيۡ حَائِطٍ مِّنۡ حِيۡطَانِ الۡمَدِيۡنَةِ. وَفِيۡ يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عُوۡدٌ يَضۡرِبُ بِهٖ بَيۡنَ الۡمَاءِ

وَالطِّيۡنِ. فَجَاءَ رَجُلٌ يَسۡتَفۡتِحُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ " اِفۡتَحۡ لَهٗ وَبَشِّرۡهُ بِالۡجَنَّةِ ". فَذَهَبۡتُ فَاِذَا اَبُوۡ بَكۡرٍ. فَفَتَحۡتُ لَهٗ وَبَشَّرۡتُهٗ بِالۡجَنَّةِ. ثُمَّ اسۡتَفۡتَحَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ " اِفۡتَحۡ لَهٗ وَبَشِّرۡهُ بِالۡجَنَّةِ ". فَاِذَا عُمَرُ. فَفَتَحۡتُ لَهٗ وَبَشَّرۡتُهٗ بِالۡجَنَّةِ. ثُمَّ اسۡتَفۡتَحَ رَجُلٌ اٰخَرُ. وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ " اِفۡتَحۡ (لَهٗ) وَبَشِّرۡهُ بِالۡجَنَّةِ. عَلٰى بَلۡوٰى تُصِيۡبُهٗ اَوۡ تَكُوۡنُ ". فَذَهَبۡتُ فَاِذَا عُثۡمَانُ. فَفَتَحۡتُ لَهٗ. وَبَشَّرۡتُهٗ بِالۡجَنَّةِ. فَاَخۡبَرۡتُهٗ بِالَّذِيۡ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینے کے باغات میں سے ایک باغ میں تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کو آپ پانی اور مٹی میں مار رہے تھے ایک شخص آیا اس نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دو۔

میں گیا تو ابوبکر تھے، میں نے اس کے لئے دروازہ کھولا اور جنت کی بشارت دی پھر دوسرے شخص نے دروازہ کھولنے کو کہا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے دروازہ کھولو اور

انہیں جنت کی بشارت دو وہ حضرت عمر تھے۔

میں نے دروازہ کھولا اور انہیں جنت کی بشارت دی۔

پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھولنے کو کہا۔ پہلے آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپ بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے دروازہ کھولو اور جنت کی بشارت دو اس مصیبت کے باوجود جو اسے پہنچے گی یا جو مصیبت ہوگی میں گیا تو وہ عثمان تھے میں کھڑا ہوا دروازہ کھولا اور انہیں جنت کی بشارت دی اور وہ بات بھی بتائی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۴۸۵ حدیث نمبر ۵۷۴۸ کتاب الادب)

اسی لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

(حدائق بخشش حصہ اول)

حدیث نمبر 96

زمین اللہ اور رسول کے لئے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ". فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ "يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا". فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ. فَقَالَ "ذَلِكَ أُرِيدُ". ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ. فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ. ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ "اعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ. وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ. فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ. وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم مسجد میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے فرمایا یہود کی طرف چلو، ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلے حتیٰ کہ ہم ان کے مدرسہ میں آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور آواز دی اے یہود کے گروہ اسلام قبول کرلو محفوظ ہو جاؤ گے انہوں نے کہا اے ابوالقاسم تو نے پیغام پہنچا دیا آپ نے فرمایا میں نے اس بار (تمہارے اعتراف کا) ارادکیا ہے پھر دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی اعلان فرمایا۔ یہود نے پھر کہا اے ابو القاسم تم نے پیغام پہنچا دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری

مرتبہ اعلان کیا جان لو زمین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہیں جلاوطن کردوں پس جو تم میں سے کوئی اپنے مال میں کچھ پائے وہ بیچ دے ورنہ جان لو زمین اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۷۶۴ حدیث نمبر ۶۴۳۱ کتاب الاکراہ)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے ، بنے دو جہاں تمہارے لئے

(حدائق بخشش حصہ دوم)

یہ روایت الفاظ کے اختلاف کے ساتھ پہلے گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر 97

اللہ نے والی بنایا

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ. ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ " أَمَّا بَعْدُ. فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِي اللّٰهُ.

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا اما بعد! میں تم میں سے کسی شخص کو کسی کام کا عامل مقرر کرتا ہوں ان کاموں میں سے جن کا مجھے اللہ نے والی بنایا۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۷۸۰ حدیث نمبر ۶۴۶۴ کتاب الحیل)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

گنہگاروں کو ہاتف سے نوید خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لئے احمد سا والی ہے

(حدائق بخشش حصہ اول)

حدیث نمبر 98

حضور کے وسیلہ سے غنی

حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَرْزَةَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُغْنِيكُمْ أَوْ نَعَشَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

حضرت ابو برزہ نے کہا! اللہ تعالیٰ نے اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے تمہیں غنی کر دیا یا فرمایا تمہیں بلند کر دیا۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۸۹۶ حدیث نمبر ۶۷۲۹ کتاب الاعتصام)

حدیث نمبر 99

شفاعت فرمائیں گے

عَنْ أَنَسٍ. أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ
" يَجْمَعُ اللهُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ
فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ
مَكَانِنَا هَذَا. فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَمَا تَرَى
النَّاسَ خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ
وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ. شَفِّعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى
يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا. فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكَ.
وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ. وَلَكِنِ ائْتُوا
نُوحًا. فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ.
فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ. وَيَذْكُرُ
خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ. وَلَكِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ
الرَّحْمَنِ. فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ.
وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِي أَصَابَهَا. وَلَكِنِ ائْتُوا
مُوسَى عَبْدًا آتَاهُ اللهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيمًا. فَيَأْتُونَ
مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ.

وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ. وَلَكِنِ ائْتُوا
عِيسَى عَبْدَ اللهِ وَرَسُولَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوحَهُ. فَيَأْتُونَ
عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. فَيَأْتُونِي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى
رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ. فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ
سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ لِي
ارْفَعْ مُحَمَّدُ. وَقُلْ يُسْمَعْ. وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ.
فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا. ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا
فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ
سَاجِدًا. فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ
ارْفَعْ مُحَمَّدُ. وَقُلْ يُسْمَعْ. وَسَلْ تُعْطَهْ. وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ.
فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا رَبِّي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي
حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي
وَقَعْتُ سَاجِدًا. فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ
يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ. قُلْ يُسْمَعْ. وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ
تُشَفَّعْ. فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا. ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ
لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَرْجِعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا

بَقِيَ فِي النَّارِ إِلاَّ مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ". قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ "يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ. وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً. ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ. وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً. ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ. وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مَا يَزِنُ مِنَ الْخَيْرِ ذَرَّةً".

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومنین کو قیامت کے دن روک لیا جائے گا، حتیٰ کہ وہ پریشان ہوں گے اور کہیں گے اگر ہم اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش تلاش کریں تا کہ وہ ہمیں اس جگہ سے آرام عطا فرمائے پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تو آدم ہے تمام انسانوں کا باپ ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور تجھے جنت میں ٹھہرایا اور تیرے لئے فرشتوں کو سجدہ کرایا اور تجھے ہر چیز کے اسماء سکھائے تو ہمارے لے اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش کرتا کہ وہ ہمیں اس جگہ سے راحت بخشے فرمایا آدم علیہ السلام اپنی وہ خطا یاد کریں گے جو ان سے درخت کھانے کی وجہ سے ہوئی جبکہ انہیں منع کیا گیا تھا لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ

پہلے نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف بھیجا۔ وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے میرا یہ مرتبہ نہیں وہ اپنی خطا یاد کریں گے جو ان سے بغیر علم کے اپنے رب سے سوال کرنے کی وجہ سے ہوئی لیکن تم ابراہیم خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ۔

فرمایا! لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے میں اس مرتبے کے لائق نہیں وہ اپنے تین کلمات یاد کریں گے جو انہوں نے (بظاہر) جھوٹ کے طور پر کہے لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو ایسے بندے ہیں اللہ نے جنہیں تورات عطا فرمائی اور ان سے کلام فرمائی اور ان کو قرب سے عطا فرما کر ان سے سرگوشی کی فرمایا وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میرا یہ مقام نہیں وہ اپنی خطا یاد کریں گے جو ایک نفس کو قتل کرنے کی وجہ سے ہوئی لیکن تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے بندے اس کے رسول اور اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں پس فرمایا لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میرا بھی یہ مرتبہ نہیں لیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے اس شان والے بندے ہیں اللہ نے ان کو (اگلے پچھلے گناہوں کے اسباب سے بھی بچایا ہے) پس لوگ میرے پاس آئیں گے میں اپنے رب سے اس کے گھر میں اجازت طلب کروں گا۔ مجھے اجازت دی جائے گی، میں

جب اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو میں سجدے میں گر جاؤں گا مجھے جتنی دیر چاہے گا سجدے میں رکھے گا پھر فرمائے گا اے محمد! سر اٹھاؤ بات کرو تمہاری بات سُنی جائے گی سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی تم مانگو تمہیں دیا جائے گا فرمایا میں سر اٹھاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ کی اسی ثناء اور حمد کروں گا جو وہ مجھے خود سکھائے گا پھر میں سفارش کروں گا اور میرے لئے حد مقرر کی جائے گی۔ بارگاہِ الٰہی سے نکلوں گا اور انہیں جنت میں داخل کروں گا۔

حضرت قتادہ نے فرمایا میں نے حضرت انس کو یہ بھی کہتے ہوئے سُنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نکلوں گا اور انہیں دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا پھر میں دوبارہ اللہ کی بارگاہ میں لوٹ آؤں گا اپنے رب سے اس کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کروں گا مجھے اجازت دی جائے گی جونہی میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا پس اللہ تعالیٰ جتنا وقت چاہے گا مجھے سجدے میں رہنے دے گا پھر فرمائے گا اے محمد سر اٹھاؤ بات کرو تمہاری بات سنی جائے گی اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا فرمایا میں سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی ثناء اور حمد کروں گا جو مجھے وہ خود سکھائے گا، فرمایا میں سفارش کروں گا اور میرے لئے ایک حد متعین کی جائے گی میں

نکلوں گا اور انہیں جنت میں داخل کروں گا۔

قتادہ نے فرمایا! میں نے حضرت انس کو یہ فرماتے بھی سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نکلوں گا اور انہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا پھر میں تیسری مرتبہ لوٹوں گا اپنے رب سے اس کے گھر میں اجازت طلب کروں گا پھر مجھے اجازت دی جائے گی میں اسے دیکھ کر سجدے میں گر جاؤں گا پس وہ مجھے سجدے میں چھوڑے رکھے گا جتنی دیر چاہے گا پھر فرمائے گا۔ اے محمد! سر اٹھاؤ اور بات کرو تمہاری باتیں سنی جائے گی اور تم سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی اور تم سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا فرمایا میں سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی ثنا اور تحمید کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا پھر فرمایا میں سفارش کروں گا اور میرے لئے حد متعین کر دی جائے گی میں نکلوں گا اور انہیں دوزخ سے نکالوں گا اور انہیں جنت میں داخل کروں گا حتیٰ کہ دوزخ میں وہی لوگ بچ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا ہوگا یعنی جن پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا واجب ہو چکا ہوگا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فرمایا یہ وہ مقام ہے جس کا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۹۶۵ تا ۹۶۹ حدیث نمبر ۲۸۸۶ کتاب التوحید)

فائدہ: حدیث شفاعت لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف دنیا میں ہی حاجت روا اور عطا کرنے والے نہیں بلکہ اذن الٰہی سے قیامت والے دن بھی اپنی اُمت کی حاجت روائی فرمائیں گے۔

حدیث نمبر 100

میزان پر بھاری کلمات

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رضی الله عنه، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ " كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ "

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ دو کلمات رحمان کو بہت پسند ہیں زبان پر بہت ہلکے ہیں اور میزان پر بہت بھاری ہیں وہ یہ ہیں۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

(بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۱۰۲۶ آخری حدیث کتاب التوحید)

فائدہ: اس روایت سے اگرچہ موضوع کی مناسبت نہیں مگر ہم نے اسے نقل کرکے امام بخاری کی سُنت پر عمل کیا ہے جیسے

انہوں نے بخاری شریف کی پہلی حدیث کو باب کی مناسبت سے نہیں بلکہ بطور نصیحت لکھا ہے اسی طرح ہم نے مذکورہ بالا روایت کو بطور نصیحت کے نقل کیا ہے اللہ پاک ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

والحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد وآلہ وسلم

مورخہ 2015.04.25 بروز ہفتہ بوقت صبح 10 بجے